امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 5 رجب المرجب 1437ھ بمطابق مئی 2016ء شمارہ 3

کٹھ پتلی ادارے کا ایک اور بزدلانہ فعل
اور دنیا کی مجرمانہ خاموشی

اتحاد کی اہمیت اور ضرورت

موسم بہار کی آمد کے موقع پر
"عمری آپریشن" کے آغاز کے بابت
امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کا اعلامیہ

بھار کیا پیغام لے کر آیا!؟

جهادی تحریک کی کامیابی کا راز!

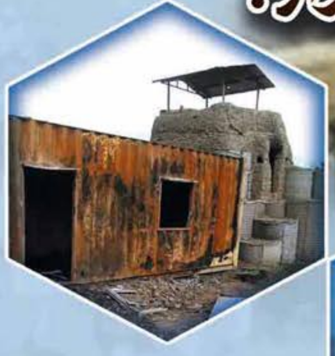

عمری آپریشن: عهد عمری کی تجدید

صوبہ اروزگان کے جہادی سربراہ ملا امین اللہ یوسف سے گفتگو

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ " : مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰہُ لَہُ، وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ، تَرْکُہُ اسْتِخَارَةَ اللّٰہِ، وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ، سَخَطُہُ بِمَا قَضَى اللّٰہُ لَہُ" (رواہ احمد والترمذی)

سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی اور خوش نصیبی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے لئے جو فیصلہ ہو وہ اس پر راضی رہے اور آدمی کی بد بختی اور بد نصیبی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اس کی بد نصیبی اور بد بختی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے ناخوش ہو۔

فرمان امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ

جنگ ہم پر مسلط کی گئی ہے۔ ہماری اسلامی حکومت اور قوم پر زیادتی ہوئی ہے۔ ہماری سرزمین جارحیت کا شکار ہوئی ہے۔ اس لیے ہر لحاظ سے اور ہر قانون کے مطابق ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ اپنے عقیدے اور اپنی سرزمین کا دفاع کریں، آزادی حاصل کریں اور شرعی نظام کی حاکمیت قائم کریں۔ افغانستان کے تمام طبقات کو شامل ایسا شرعی نظام قائم کریں جس کے سائے میں پوری قوم کے حقوق محفوظ ہوں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور بھائی چارے کی فضا میں زندگی گذاریں۔ جوان کے عزائم کا مظہر، استقلال اور زمینی آزادی کے لیے دفاعی حصار اور انکے تمام تر شرعی، جہادی اور قومی مفادات کے تحفظ کے ساتھ ساتھ عالمی دنیا سے دوطرفہ مثبت معاملہ رکھے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد۵/ رجب ۱۴۳۷، مئی ۲۰۱۶/شمارہ ۳

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ 30 روپے

سالانہ 350 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکہ، اسٹریلیا، افریقہ، اور یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلّہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیرنگرانی شائع ہوتا ہے، ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

کٹھ پتلی ادارے کا اور بزدلانہ فعل اور دنیا کی مجرمانہ خاموشی — اداریہ — 2

موسم بہار کے آمد کے موقع پر "**عمری آپریشن**" کے آغاز کے بابت

امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کا اعلامیہ — 3

چھ دوستوں کی **داستان** — 5

اوبامہ کا حالیہ دورہ سعودی عرب اور ریاض حکومت کی بے التفاتی — 7

صوبہ اروزگان کے جہادی سربراہ ملا **امین اللہ یوسف** سے گفتگو — 12

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا! — 15

بہار کیا پیغام لے کر آیا!؟ — 17

برسلز حملے اصل عوامل، روک تھام کا حقیقی راستہ اور منفی رد عمل — 18

شہادت خوشخبری اور سعادت — 22

اتحاد کی اہمیت اور ضرورت — 23

جہادی تحریک کی کامیابی کا راز! — 24

شہید قاری ضیاء الدین فاروق کی زندگی اور جہادی خدمات — 28

عمری آپریشن اور مفکر کا اضطراب — 31

قیدیوں سے انتقام شکست کی زندہ مثال — 32

کٹھ پتلی نمائندے مستعفی ہو رہے ہیں — 33

کیوبا میں اوباما کی سیاسی تذلیل — 35

جنگی جرائم مارچ 2016ء — 36

افغانستان مارچ 2016 میں — 37

خبریں — 42

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.shahamat-urdu-com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com

کٹھ پتلی ادارے کا ایک اور بزدلانہ فعل اور دنیا کی مجرمانہ خاموشی

قارئین کرام کے علم میں ہوگا کہ 8 مئی کو کابل کے کٹھ پتلی ادارے نے اپنے آقاوں کو خوش کرنے کے لئے 6 مظلوم مجاہدین کو جیل سے نکال کر پھانسی دے کر شہید کیا لیکن اس پر عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں سمیت کسی بھی تنظیم، ملک اور چینل نے کسی قسم کے رد عمل کا اظہار نہیں کیا حالانکہ جنگی قیدی کو مارنا عالمی قوانین کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ جیل ہر ملک کی ایک انتظامی ضرورت ہوتی ہے جس میں صرف انہی لوگوں کو ڈالا جاتا ہے جنہوں نے کوئی جرم کیا ہو، دنیا کا کوئی قانون غیر مجرم شخص کو جیل میں ڈالنے یا سزا دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن یہ ان ممالک میں ہے جہاں قانون کی بالادستی اور عدلیہ آزاد ہو۔

اسلام نے عدلیہ کو اتنا بڑا مقام دیا ہے کہ حاکم وقت کو بھی اس کے سامنے جوابدہ ٹھہرایا ہے، تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے جن میں قاضی وقت نے حاکم وقت کو ایک عام آدمی کی طرح اپنے مقابل کے سامنے کٹہرے میں لاکھڑا کیا ہے۔ یہ سب باتیں اسلام کے اس درخشاں دور کی باتیں ہیں جب قانون کی بالادستی تھی اور عدلیہ اپنے فیصلوں میں آزاد تھی۔ آج جب کہ اکثر اسلامی ممالک میں قانون کی بالادستی اور عدلیہ کی آزادی سلب کرلی گئی ہے تو اپنے آقاوں کو خوش کرنے اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے تمام تر فیصلے اسلامی دنیا پر مسلط شاہی، انقلابی اور فوجی حکومتیں کرتی ہیں اور نام عدلیہ کا استعمال ہوتا ہے۔

بد قسمتی یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں اسلام اور سچے مسلمانوں کو ستانے اور غیر اسلامی کلچر کو رواج دینے میں زیادہ کام برائے نام قانون اور عدلیہ سے لیا جارہا ہے، اس حوالے سے پوری دنیا کے حالات ہمارے سامنے ہیں جبکہ اپنے وطن کے حالات کے تو ہم عینی شاہد ہیں۔ افغانستان پر قبضہ اور سرخ انقلاب لانے کی غرض سے جب روس نے افغانستان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے افغانستان کے ناعاقبت اندیش حکمرانوں کے ساتھ تعلقات استوار کرلیے اور دیگر شعبوں کے ساتھ ساتھ شعبہ تعلیم میں تعاون کے نام پر نوجوانوں میں ذہنی تخریب کاری شروع کردی تو یہاں کے بیدار مغز علماء کرام اور باشعور عوام نے بہت جلد اس کا احساس کرلیا اور فوری طور پر عوام الناس کو روس کے برے عزائم سے آگاہ کرنے کے لیے بڑی جرات و بہادری کے ساتھ میدان میں اتر کر صدائے حق بلند کی۔ لیکن جابر حکمرانوں نے ان پر ملک کے ساتھ غداری اور خیانت کے الزامات عائد کیے، انہیں جیلوں میں ڈالا گیا، قانون اور عدلیہ کو اپنی احکام کے تابع بنایا اور پھر اسی عدلیہ کے راستے کئی علماء کرام اور عام مسلمانوں کو طویل اور بامشقت قید میں ڈالا گیا۔ لیکن آفریں ہو افغانستان کے علماء کرام اور اسلام کے سچے جانبازوں پر کہ انہوں نے ان ساری تکلیفوں کو نہ صرف یہ کہ بلند ہمتی کے ساتھ برداشت کیا بلکہ اپنے موقف پر مزید مضبوط ہوتے گئے۔

پھر کچھ عرصہ بعد وہی کچھ ہوا جس کی علماء کرام نے پیشین گوئی کی تھی یعنی افغانستان میں پہلا سرخ انقلاب رونما ہوا اور پھر اس انقلاب سے دفاع کے لیے روسی فوج افغانستان میں آگئی جس پر افغانستان کے علماء کرام اور غیور عوام نے ہتھیار اٹھائے اور روس کے خلاف سینہ سپر ہوگئے۔ علماء کرام اور غیور عوام کی اس عملی جہاد پر کیمونسٹ کٹھ پتلی ادارے نے سخت رد عمل کا اظہار کیا اور افغانستان میں جہاں کہیں بھی کوئی عالم، دینی مدارس کے طلبہ، مجاہد اور عام مسلمان دکھائی دیتا تو اسے پکڑ کر جیل میں ڈالتے اور پھر جب قیدیوں کی تعداد بڑھ جاتی تو، رات کی تاریکی میں سب کو لے کر ایک بڑے گڑھے میں زندہ دفن کرتے۔ یوں لاکھوں کی تعداد میں علماء کرام، طلباء اور عام مسلمان کیمونسٹ حکومت کے ہاتھوں زندہ در گور ہوئے لیکن نہ افغانستان میں جاری جہاد بند ہوئی، نہ افغانستان کے مسلمانوں نے کیمونسٹوں کی حاکمیت اور روسیوں کا قبضہ تسلیم کیا اور نہ ہی ان کے سامنے سر تسلیم خم کئے۔ یہاں تک کہ اسی جہاد کی برکت سے روس اور کٹھ پتلی کمیونسٹ شکست کھا گئے، مجاہدین کے ہاتھوں افغانستان فتح ہوا اور تمام شوروی اتحاد تہس نہس ہو کر رہ گئے۔

آج ایک مرتبہ پھر جب امریکہ اور اس کے دیگر صلیبی اتحادیوں نے افغانستان پر حملہ کیا تو الحمدللہ افغانستان کے علماء کرام نے اپنی دینی ذمہ داری خوب نبھائی، انتہائی نامساعد حالات اور بے سروسامانی کے باوجود صلیبی اتحاد کے سامنے ڈٹے رہے تاآنکہ انہیں ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ صلیبی اور ان کے غلاموں نے اس جہاد کے خلاف بھرپور رد عمل کا اظہار کیا۔ وہ رات کی تاریکی میں علماء کرام، طلبہ اور مجاہدین کے گھروں میں داخل ہوتے اور انہیں گرفتار کرکے لے جاتے۔ گزشتہ پندرہ برس میں ہزاروں افراد قید کے دوران تشدد کی وجہ سے معذور یا شہید ہوچکے ہیں لیکن ان سب کے باوجود دشمن کو کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ نہ مجاہدین اپنے موقف سے پیچھے ہٹے، نہ دشمن کے سامنے سرنڈر ہوئے اور نہ ہی مجاہدین نے اس کٹھ پتلی ادارے کی حاکمیت تسلیم کی۔ اس لئے کہ مجاہدین شہادت کی تمنا لیے اس میدان کارزار میں اترتے ہیں، وہ اس راہ میں ہر قسم کی تکالیف اور مصائب کے لیے تیار رہتے ہیں، وہ اس راہ میں چھوٹی سی تکلیف پر بھی اللہ تعالی سے بہت بڑے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں اور شہادت تو جیسے ان کی سب سے بڑی تمنا ہے۔

پوری دنیا جانتی ہے کہ ہم انتہائی معمولی اور کمزور ہتھیار اور دیگر وسائل کے ساتھ امریکہ کی سربراہی میں بنے ہوئے تاریخ انسانی کے سب سے بڑے اتحاد کے ساتھ نہ صرف گزشتہ پندرہ برس سے برسرپیکار رہے بلکہ انہیں ایک ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا ہے۔ ہر قسم کے جدید اسلحہ اور جنگی وسائل سے لیس دنیا کے اتنے بڑے اتحاد کو شکست دینا آسان نہیں، اس کے پیچھے بڑی بڑی قربانیاں ہیں، فدائی حملوں اور آمنے سامنے جنگ میں ہمارے ہزاروں جوانوں نے جان کی بازیاں لگائی ہیں اور الحمدللہ پھر بھی مجاہدین کی تعداد میں کمی نہیں آئی بلکہ روز بروز اضافہ ہی ہورہا ہے اور بعض اوقات تو اس تعداد میں اتنا اضافہ ہوجاتا ہے کہ امارت اسلامیہ کے لیے سنبھالنا مشکل ہوجاتا ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ صرف یہ چھ مجاہدین نہیں بلکہ اگر دشمن تمام قید مجاہدین کو شہید کردے تب بھی وہ اپنے اہداف تک ایک فیصد بھی رسائی حاصل نہیں کرسکیں گے۔ البتہ اتنا ہوگا کہ مجاہدین کی شہادت میں ملوث اداروں کی طرف مجاہدین کی توجہ مزید بڑھے گی اور ان سے ایسا انتقام لیں گے کہ دنیا دیکھے گی۔

شہیدوں کے اہل خانہ اور امارت اسلامیہ کو اپنے ان وفادار سپوتوں اور جان نثاروں پر فخر ہے جنہوں نے دشمن کے سامنے جھکنے کی بجائے اپنی جانیں دین وملت کی دفاع اور آزادی کی خاطر قربان کردیں۔ امارت اسلامیہ کبھی بھی ان کی قربانیوں کو نہیں بھلائے گی اور اپنے ان اہداف سے کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹے گی جن کے لیے شہداء نے اپنی جانوں کی قربانیاں دی ہیں۔

موسم بہار کے آمد کے موقع پر "عمری آپریشن" کے آغاز کے بابت امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ کا

اعلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله قاصمِ الجبابرة قهرًا، وكاسِر الأكاسرة كسرًا، وواعدِ عباده المؤمنين مِن لدنه نصرًا، نحمده سبحانه له العلوّ المطلَق قَدرًا وقهرًا،ونشهد أن لا إلهَ إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أنَّ سيدنا ونبيَّنا محمّدًا عبد الله ورسوله ، صلى الله وسلّم وبارك عليه، وعلى آلِه وأصحابه الحائزين فضلاً والطيِّبين ذكرًا، والتابعين ومَن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلّم تسليمًا كثيرًا. وبعد: قال الله تبارك و تعالى : یاایهاالنبی جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم ومأواهم جهنم و بئس المصير (۹) التحريم

امریکی جارحیت کے خلاف امارت اسلامیہ کے مسلح جہاد کے 14 سال مکمل اور اب 15 واں سال جاری ہے۔ جارح اور غاصب کفری لشکر کے خلاف جہاد ہمارے ذمہ ایک الٰہی فریضہ اور اسلامی نظام کا اعادہ اور امت مسلمہ کی خود مختاری کی راہ میں ایک لازمی انتخاب ہے۔

جیسا کہ بہار کی آمد سے ایک بار پھر جہادی عزم اور کارروائیوں کو تجدید کرنے کا وقت آن پہنچا۔ تو امارت اسلامیہ کی قیادت نئے جہادی آپریشن اس تحریک کے مؤسس اور پہلے زعیم مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے نام پر تفاؤل (نیک شگون) کیساتھ "عمری آپریشن" کے نام سے اعلان کرتا ہے۔

یہ کہ مجاہدین نے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی زیر قیادت ملک کے 95 فیصد رقبے سے شر، فساد اور ظلم کا صفایا کروایا۔ مفسد اور فساد پھیلانے والے ختم، اس کے بعد استعماری افواج میں سے بیشتر ممالک کی قابض لشکر جہاد کے ذریعے شکست اور فرار پر مجبور اور اسلامی تاریخ کے اوراق میں بہت سارے مایہ ناز کارنامے ثبت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مرحوم کے مبارک نام سے عمری آپریشن کے دوران بھی ملک کافروں اور ان کے اغواء کاروں، باغیوں اور دیگر مفسدوں کی وجود اور شر سے نجات پائیگا۔

عمری آپریشن کا آغاز آج 05/ رجب المرجب 1437ھ بمطابق 12/ اپریل 2016ء مقامی وقت کے مطابق علی الصبح پانچ بجے ملک بھر میں ہوگا۔ یہ کہ 15 ویں ہجری رجب المرجب کا پانچواں دن (جو عمری آپریشن کے آغاز کے دن سے مساوی ہے)

عمری آپریشن کے نتیجے میں جو علاقے، گاؤں یا شہر مجاہدین کے زیر کنٹرول آتے ہیں، تو امارت اسلامیہ وہاں کے باشندوں کی جان ومال کے تحفظ کے لیے پر عزم ہے اور اسے اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے، اسی لیے افغانی بالعموم اور علمی اور فنی اشخاص اور سرمایہ و املاک کے مالکان بالخصوص دشمن کے پروپیگنڈوں سے دھوکے میں نہ پڑیں اور نہ ہی مجاہدین سے خطرات کا احساس کریں۔ اسی طرح جیسا کہ ہمارے جہاد کا ایک مقصد مظلوم اور نہتے افراد کا ساتھ دینا ہے، تو عمری آپریشن کے سلسلے میں مظلوم قیدیوں کی آزادی اور نجات کو بھی خاص توجہ دی جائیگی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مغربی کفار سے یرموک کی تاریخی غزا اور مسلمانوں کی عظیم فتح اور کافروں کی عبرتناک شکست کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ امسال عمری آپریشن بھی استعماری کافروں اور ان کے ساتھیوں کے لیے مکمل شکست اور بھاگنے پر کاری ضرب کے طور پر ثابت ہو جائے۔ عمری آپریشن جو امارت اسلامیہ کی قیادت، فوجی کمیشن، ذمہ داروں اور فوجی ماہرین کی مہارت میں گذشتہ تین ماہ کے دوران تیار کیا گیا ہے، اس کی زیادہ توجہ اس پر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فضل سے مقبوضہ علاقوں کو مجاہدین کے زیر کنٹرول لانے، دشمن کو ملک بھر میں بڑے بڑے حملوں کا نشانہ بنانے، شہیدی اور رابط مجاہدین کے آپریشن سے دشمن کے حساس اور محفوظ مقامات کو لرزانے اور تمام مضر حکام کو گوریلے حملوں میں نشانہ بنانے اور ہر جائز طریقے سے ممکنہ وسیلے سے فائدہ اٹھانے کی صورت میں دشمن کو مارنے اور سرنگوں کرنے کی کوششیں کی جائیگی، تاکہ بیرونی حامی اور داخلی مسلح مزدور اہلکاروں کو خستہ کن اور حواس باختہ جنگ میں الجھ کر علاقے چھوڑنے پر مجبور کیے جائیں۔ مختلف مفتوحہ علاقوں میں بہتر امن کے استحکام سے عوام کو خوشگوار زندگی گزارنے کی راہ ہموار ہو جائے۔

عمری آپریشن کے آغاز سے ہی ملک بھر میں علماء کرام، قومی عمائدین اور امارت اسلامیہ کے ذمہ داران دعوت اور افہام تفہیم کے ذریعے بھی جدوجہد کرینگے، کہ مخالف صف میں کھڑے ہموطنوں کو اسلامی نظام سے مخالفت ترک کرنے اور مجاہدین سے یکجا ہونے کی دعوت دینگے، تاکہ دنیا اور آخرت کی ناکامی اور تاریخی بدنامی سے نجات پاکر کافروں کے بجائے انہیں اپنے مسلمان مجاہد عوام کے شانہ بشانہ لا کھڑے کرنے کی ترغیب دیں۔ عمری آپریشن میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو فوری ہدایت دی گئی ہے کہ اپنے آپریشن کو اس طرح منظم کریں، جس میں عوام اور عام المنفعہ تنصیبات کی حفاظت پر خاص توجہ دی گئی ہو۔

عمری آپریشن کے نتیجے میں جو علاقے، گاؤں یا شہر مجاہدین کے زیر کنٹرول آتے ہیں، تو امارت اسلامیہ وہاں کے باشندوں کی جان و مال کے تحفظ کے لیے پرعزم ہے اور اسے اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے، اسی لیے افغانی بالعموم اور علمی اور فنی اشخاص اور سرمایہ واملاک کے مالکان بالخصوص دشمن کے پروپیگنڈوں سے دھوکے میں نہ پڑیں اور نہ ہی مجاہدین سے خطرات کا احساس کریں۔ اسی طرح جیسا کہ ہمارے جہاد کا ایک مقصد مظلوم اور نہتے افراد کا ساتھ دینا ہے، تو عمری آپریشن کے سلسلے میں مظلوم قیدیوں کی آزادی اور نجات کو بھی خاص توجہ دی جائیگی۔

امارت اسلامیہ تمام مجاہدین اور عوام سے مطالبہ کرتی ہے کہ گذشتہ سال عزم کے کامیاب اور فخریہ آپریشن کی طرح عمری آپریشن کے انجام دہی اور کامیابی کی راہ میں بھی مکمل اخلاص، ہمت اور بلند حوصلے سے حصہ لیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مرحمت سے یہ جہادی آپریشن غاصب کافروں اور ان کے حامیوں کی کھوپڑیوں پر آخری کاری ضرب کے طور پر ثابت اور ہمارا ملک قبضے نجات پائے۔ وماذلک علی اللہ بعزیز۔

رہبری شوری امارت اسلامیہ افغانستان

05/رجب المرجب 1437ھ بمطابق 12/اپریل 2016ء

چھ دوستوں کی داستان

قاری سعید

خبر ہے کابل انتظامیہ نے چھ مجاہدین کو تختہ دار پر لٹکا دیا ہے۔ پھانسی کی سزا پانے والے تمام مجاہدین کے نام اور ان کا تعارف اب تک شایع نہیں کیا گیا۔ فیس بک پر پہلے شہید کا نام اور اس کی تصویر دیکھی تو معلوم ہوا کہ اس کا نام عاصم ہے۔ دیگر شہداء کے نام آہستہ آہستہ ظاہر ہو جائیں گے۔ شہید عاصم کو دھوکے سے شہید کیا گیا ہے۔

ہجرت کے چوتھے سال ماہِ صفر میں عضل اور قارہ نامی قبائل کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ کہنے لگے: 'اے اللہ کے رسول! ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کچھ لوگوں کو بھیج دیں، تاکہ ہمارے قبیلے والوں کو قرآن کریم اور دینی احکام سکھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چھ انتہائی قریبی ساتھیوں کو اس دعوتی کام کے لیے منتخب کیا۔ عاصم بن ثابت، خبیب بن عدی، مرثد بن ابی المرثد، خالد بن البکیر، زید ابن الدثنہ اور عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ چھ افراد مذکورہ وفد کے ساتھ روانہ ہو گئے، انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کے لیے سازش کا جال بُنا گیا ہے۔ ہذیل نامی قبیلے کے لوگ ان کی تلاش میں 100 افراد کا ایک لشکر لائے۔ صحابہ کرام کو اس وقت کفار کی بری نیتوں کا پتہ چل گیا۔ اپنی حفاظت کی کوشش کی، مگر قبیلہ ہذیل کے گھڑ سوار پہنچ گئے اور وہ صحابہ ایک پہاڑی پر محصور ہو گئے۔ مشرکین نے انہیں زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کی، مگر پہاڑی پر چڑھنے میں ناکام رہے۔ مشرکین نے انہیں وعدہ دیا کہ تم پہاڑی سے اتر آؤ، ہم تمہیں کچھ بھی نہیں کہیں گے۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں کافر سے پناہ یا جان کی امان نہیں مانگتا۔ اس کے بعد عاصم بن ثابت نے آسمان کی طرف چہرہ اٹھایا اور بہت درد سے چیخ کر کہا: اے اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہماری حالت کی خبر پہنچا دے۔ عاصم کی اس پکار کے بعد مشرکین نے ان پر تیروں کی بارش کر دی۔ تین صحابہ کرام عاصم، مرثد اور خالد بن البکیر تیروں کا نشانہ بن کر شہید ہو گئے۔ بقیہ صحابہ کرام کو مشرکین نے ایک بار پھر پناہ کا وعدہ دیا۔ انہوں نے مشرکین کی بات پر بھروسہ کیا اور پہاڑی سے نیچے اتر آئے۔ جیسے ہی یہ لوگ اترے، مشرکین نے فوراً اُن کے ہاتھ باندھ دیے۔ عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت ان سے کہا: یہ تمہارے دھوکے کی پہلی نشانی ہے۔

اب ہم مزید عہد کے پابند نہیں ہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے ہاتھ کھولے اور تلوار لے کر جنگ کا ارادہ کیا۔ چوں کہ عبداللہ بن طارق تجربہ کار اور تلوار چلانے کے ماہر تھے۔ اس لیے مشرکین کو ان سے تلوار کے ذریعے مقابلہ مہنگا معلوم ہوا۔ اس لیے دور ہی سے پتھر اور تیر مار مار انہیں شہید کر دیا۔

باقی دو صحابہ کرام خبیب بن عدی اور زید الدثنہ کو مکہ لے جایا گیا، تاکہ انہیں مکہ میں ان کفار کے ہاتھوں بیچ دیں، جن کے عزیز و اقارب بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ قبیلہ ہذیل کے مشرکین نے زید کو صفوان بن امیہ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ صفوان کا والد بدر میں مارا گیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اپنے باپ کے انتقام میں زید کو مار ڈالے۔ صفوان نے زید کو اپنے غلام نسطاس کے حوالے کیا، تاکہ اسے مکہ سے باہر لے جا کر مار دے۔ زید کی سزائے موت کے وقت بہت سے مشرکین مکہ آئے ہوئے تھے، جن میں قریش کا سربراہ ابوسفیان بھی تھا۔ ابوسفیان نے زید کو ہتھکڑیوں میں بندھا موت کی سزا کے انتظار میں دیکھا تو قریب جا کر کہا: تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں، سچ بتاؤ کیا تمہیں پسند ہے کہ (نعوذ باللہ) تمہاری جگہ یہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قیدی ہوتے اور انہیں سزائے موت دی جائے اور تم بہ حفاظت اپنے گھر واپس لوٹ جاؤ!

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا: ”میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھے اور میں زندہ واپس گھر لوٹ جاؤں۔“

> اس کے ساتھ ہی ابوسفیان نے لوگوں کی جانب منہ کر کے کہا: ”میں نے آج تک کسی کو بھی کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا، جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب اُن کے ساتھ کرتے ہیں۔“

اس کے ساتھ ہی ابوسفیان نے لوگوں کی جانب منہ کر کے کہا: ''میں نے آج تک کسی کو بھی کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا، جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب اُن کے ساتھ کرتے ہیں۔''

اس کے بعد نسطاس کی جانب سے زید الدثنہ کو شہید کر دیا گیا۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ اُن چھ میں سے ایک خبیب بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ زندہ بچے گئے تھے۔ خبیب نے غزوہ بدر میں حارث بن عامر کے والد کو مارا تھا۔ اس لیے ہذیل کے لوگوں نے انہیں حارث کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اس نے خبیب کو کچھ عرصہ جیل میں رکھا اور ان کی نگرانی پر اپنی ایک باندی ماریہ کو مقرر کیا۔ ماریہ نے خبیب کی عجیب و غریب کرامات دیکھیں، مگر جب حارث نے خبیب کی پھانسی کا فیصلہ کیا تو خبیب نے بالوں کی صفائی کے لیے استرا منگوایا، تاکہ اللہ کے حضور پاک صاف ہو کر جاؤں۔ جب دوسرے روز انہیں گھر سے نکالا گیا تو حارث کا ارادہ تھا کہ انہیں صلیب دے کر شہید کیا جائے۔ خبیب کے لیے تختے نصب کیے گئے۔ انہوں نے دو رکعت نماز کی اجازت چاہی، مشرکین نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد سے اب تک خبیب کی دو رکعت پڑھنے کی سنت سزائے موت پانے والے مؤمنوں کے درمیان رائج ہے۔

خبیب نے کہا اگر تم لوگ یہ گمان نہ کرتے کہ میں نے موت کے ڈر سے نماز لمبی کر دی تو میں اور بھی طویل نماز پڑھتا۔ جب انہیں تختہ دار پر چڑھایا گیا تو خبیب نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: یاالٰہی! ہم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام صحیح طریقے ان قبائل تک پہنچا دیا ہے۔ آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمارا یہ حال پہنچا دیں کہ ہم پر کیا گزری تھی۔ پھر مشرکین کو بددعا دی: اللھم احصھم عددا، و اقتلھم بددا، ولا تغادر منھم احدا۔

پھر مشرکین کی جانب منہ کر کے تاریخی اشعار کہے:

فلست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی
و ذلک فی ذات الالہ و ان یشاء
یبارک علی اوصال شلو ممزع
و قد خیرونی الکفر و الموت دونہ
و قد ھملت عینای من غیر مجزع
فلست بمبدء للعدو تخشعا
و لا جزعا، انی الی اللہ مرجعی

مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ کی راہ میں اسلام کی حالت میں مارا جا رہا ہوں۔ جس جانب بھی جس طریقے سے بھی مارا جاؤں، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ یہ اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ وہ چاہے تو ان ٹکڑے ٹکڑے ہڈیوں میں بھی برکت ڈال دے۔ انہوں نے مجھے کفر اور موت کے درمیان اختیار دیا، میرے لیے موت کو قبول کرنا زیادہ آسان اور پسندیدہ ہے۔ اس لیے اس منظر کو دیکھ کر خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو آ رہے ہیں۔ میں وہ نہیں ہوں، جو دشمن کے سامنے عاجزی، فریاد اور کمزوری کا اظہار کرے۔ اس لیے بے شک میری واپسی اللہ تعالی کی جانب ہے۔

اس کے بعد عقبہ بن حارث نے خبیب کو نیزہ مارا، جو آر پار ہو گیا اور بدر کے مقتول مشرکوں کے بیٹوں اور رشتہ داروں نے خبیب کے جسم کو نیزوں سے چھلنی کر ڈالا، مگر خبیب آخری ہچکی تک نیزے کے ہر وار پر الحمد للہ، الحمد للہ کہتے رہے۔ یہ حادثہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا، مگر اسی وقت چار سو کلو میٹر دور مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غم کے آثار نظر اُمڈ آئے۔ آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام کو چھ ساتھیوں کی سرگزشت سنائی اور خصوصا حضرت خبیب کی داستان بیان کی۔ ان کے لیے دعا کی اور فرمایا: خبیب! تم پر سلامتی ہو۔

ہمارے سزائے موت پانے والے چھ مجاہدین بھائیوں نے قرآن کریم کے نظام کی دوبارہ حاکمیت کے لیے اپنی حسین جوانیاں قربان کر دیں۔ انہیں امریکی جارحیت پسندوں یا کابل انتظامیہ سے کوئی ذاتی رنجش یا ناراضی نہیں تھی۔ ان کا واحد جھگڑا اس دین کی خاطر تھا۔ چھ ساتھی خبیب کی طرح مسکراتے ہوئے پھندے تک پہنچے۔ انہوں نے واقعی ان چھ صحابہ کرام کی تاریخ زندہ کر دی۔ آیئے ہم بھی ان کے بارے ویسا ہی کہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔ ان کے لیے دعا کریں اور ہر ایک کو کہیں عاصم! پر سلامتی ہو۔

اوبامہ کا حالیہ دورہ سعودی عرب اور ریاض حکومت کی بے التفاتی

حسن مومند

سعودی عرب دنیا میں امریکا کے اہم ترین اتحادیوں میں سے سمجھا جاتا ہے اور گذشتہ 4 دہائیوں میں بظاہر دونوں ممالک کے تعلقات مثالی رہے۔ مگر ایران کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے امریکا اور ایران کے درمیان اتفاق رائے، ایران پر لگنے والی پابندیوں کے ہٹانے اور یمن کے مسئلے سمیت کچھ دیگر اہم علاقائی مسائل میں سعودی عرب کی حمایت نہ کرنے پر امریکا اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات اس قدر خراب ہوچکے ہیں کہ اب اس کے اثرات میڈیا پر بھی ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں۔اور بات ایک دوسرے کے خلاف کھلم کھلا الفاظ کی جنگ تک پہنچ گئی ہے۔

شاید یہ تلخی اور مشکلات اسی حد تک ہوں، اس سے آگے نہ بڑھ سکیں کیوں کہ الفاظ سے آگے عملی طور پر ایک دوسرے کے خلاف عملی اقدامات کی نہ توقع ہے اور نہ یہ دونوں اسے اپنے لیے مفید سمجھیں گے۔ چونکہ کسی کو بھی یہ توقع نہ تھی اور نہ دونوں ممالک اسے اپنے لیے مفید سمجھ رہے تھے اس لیے اوبامہ کے حالیہ دورہ سعودی عرب کے موقع پر سعودی حکومت کی بے التفاتی حیران کن تھی۔

20 اپریل کو امریکی صدر بارک اوبامہ سعودی عرب کے دورہ پر آئے تھے۔ شہزادہ خالد ائیرپورٹ پر اترنے کے بعد ان کا استقبال اس جوش و جذبے سے نہیں کیا گیا جتنا ماضی میں کیا جاتا تھا۔ سعودی عرب میں امریکی صدر کی آمد پر سعودی حکومت نے کسی جوش و خروش کا مظاہرہ نہیں کیا اور بجائے اس کے کہ شاہ سلطان بن عبدالعزیز ائیرپورٹ پر ان کا استقبال کرتے وہ نہیں آئے بلکہ ریاض کے گورنر شہزادہ فیصل بن عبدالعزیز اور وزیر خارجہ عادل الجبیر نے ہوائی اڈے پر ان کا استقبال کیا۔

سعودی عرب امریکی عزائم سے واقف ہے اس لیے اوبامہ کے دورہ کے تین روز بعد یعنی 25 اپریل کو سعودی حکومت نے کہا کہ وہ اپنے مستقبل کے حوالے سے ایک نئے اقتصادی پلان کا اعلان کرنا چاہتا ہے۔ سعودی عرب اپنے ملک کا تیل پر انحصار ختم کرکے اپنے ملک کو ایک تجارتی اور صنعتی ملک بنانا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں اپنی سب سے بڑی تیل کمپنی "آرامکو" کو ایک صنعتی کمپنی میں بدلنا چاہتا ہے، اس حوالے سے پلان کا اعلان کردیا ہے اور اس پلان کو "وژن فار دی کنگڈم آف سعودیہ عربیہ" کا نام دیا ہے۔اس منصوبے کے بہت سے اقتصادی، صنعتی، اجتماعی، معدنی اور دیگر پروجیکٹ ہیں۔ تیکنیکی لحاظ سے یہ تیل کی بجائے دولت کے حصول کا بڑا ذریعہ ہوگا۔ بیرونی اور اندرونی سرمایہ بڑی اقتصادی تبدیلی کا باعث ہوگا۔

شہزادہ خالد ہوائی اڈے پر طیارے سے اوبامہ کے اترنے کا منظر سعودی میڈیا نے ایک عام خبر کی طرح دکھایا اور مزید کوئی توجہ نہیں دی۔

امریکی صدر ہوائی اڈے سے سیدھے شاہی محل تک گئے۔ ایک دوسرے سے ملاقات کے موقع پر دونوں رہنماوں نے 2 گھنٹے طویل بات چیت کی مگر اس ملاقات کا کوئی چھوٹا سا حصہ بھی الیکٹرانک میڈیا پر نشر نہیں کیا گیا۔ نہ دونوں رہنماوں کے درمیان بات چیت کے ایجنڈا کے حوالے سے کچھ بتایا گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ امریکا اور سعودی عرب کے روابط اتنے خراب کیوں ہوگئے۔اس خرابی کے اصل عوامل کیا ہیں؟ اس سوال کا اصل جواب تلاش کرنے کے لیے تھوڑی سی تفصیل کی ضرورت ہے۔ جس کا خلاصہ آئندہ کے چند سطور میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

قارئین کرام جانتے ہوں گے کہ ایران اور سعودی عرب کے آپس کے روابط ماضی کی بنسبت آج سب سے زیادہ خراب ہیں۔

سعودی عرب میں شیعہ عالم ملا شیخ نمر النمر کی سزائے موت اور پھر تہران اور مشہد میں سعودی سفارتخانے اور قونصلیٹ پر ایرانی مظاہرین کے حملے کے بعد سعودیہ اور ایران کے درمیان سفارتی تعلقات ختم ہوگئے ہیں۔ ان حالات میں سعودیہ کو توقع تھی کہ امریکا اس کا بھرپور ساتھ دے گا۔ ایران پر امریکا اور دیگر مغربی ممالک کا دباو بڑھ جائے گا مگر سعودیہ کی توقعات کے برخلاف امریکا

نے نہ صرف یہ کہ سعودیہ کا ساتھ نہیں دیا بلکہ ایران کے ساتھ اپنے تعلقات کی بہتری کا سفر جاری رکھا۔

اسی طرح سعودیہ چاہتا تھا کہ شام میں بشار الاسد اور یمن میں حوثیوں کی حمایت کرنے پر مغرب اور امریکا ایران کو سزا دیں۔ یا کم از کم اتنا دباؤ ڈالدیں کہ بشار الاسد اور حوثیوں کی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔ مگر سعودیہ کے اس ایک مطالبے کو بھی نہ صرف یہ کہ امریکا نے توجہ نہ دی بلکہ ایران سے اس کے تعلقات کا سلسلہ دن بدن بڑھتا چلا گیا۔

ایٹمی مسئلے کے حوالے سے ایران کے ساتھ معاہدہ بھی ہوا اور مغربی ممالک اور اقوام متحدہ کی جانب سے ایران پر لگائی گئی اقتصادی پابندیاں بھی ہٹانے کی رضامندی ظاہر کی گئی۔ جس سے امریکا اور سعودیہ کے درمیان تعلقات خراب ہوتے چلے گئے اور بات یہاں تک پہنچی کہ میڈیا پر ایک دوسرے کے خلاف بیانات دیے گئے۔

یاد رہے کہ امریکا اور سعودیہ نے آج تک ایک دوسرے کے خلاف تیز لہجے کا استعمال نہیں کیا تھا اور کسی ایک جانب سے بھی رد عمل نہیں دکھایا گیا تھا، توقع کی جا رہی تھی کہ دونوں ممالک کے تعلقات واپس سابقہ حالت پر لوٹ جائیں گے۔ مگر گذشتہ دنوں امریکی کانگریس میں پیش ہونے والے ایک قرارداد کی خبر نے نہ صرف یہ کہ تعلقات معمول کے مطابق بحال ہونے نہیں دیے بلکہ اور خراب کر ڈالے۔

باوجود اس کے کہ 11 ستمبر کے واقعے کے متعلق امریکا کے سیکیورٹی اداروں کی جانب سے تیار کی جانے والی رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ اس واقعے میں سعودیہ ملوث نہیں ہے مگر 15 سال بعد کانگریس میں قرارداد کی خبریں بے مقصد ہرگز نہیں ہیں۔

اس قرارداد کا مقصد یہ تھا کہ 11 ستمبر کے واقعے میں سعودی عرب کے ملوث ہونے کے ثابت ہونے کی صورت میں، امریکا میں موجود سعودی سرمایہ جس کا حجم 750 ارب ڈالر تک پہنچ رہا ہے اسے جامد کر دیا جائے گا۔

کانگریس کی جانب سے قرارداد منظور ہونے کی صورت میں 11 ستمبر کے واقعے میں ہلاک ہونے والے افراد کے ورثاء اپنے مقدمات کے ذریعے سعودی عرب سے اپنے ہلاک شدگان کا تاوان لینے کا مطالبہ کر سکتے ہیں، منظور ہونے کی صورت میں یہ تاوان سعودی سرمایہ سے ادا کیا جائے گا۔

11 ستمبر کے واقعے کے حوالے سے امریکا کے سیکیورٹی اداروں کی جانب سے شائع ہونے والی 900 صفحات پر مشتمل رپورٹ تھی جس میں واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ ایسے شواہد نہیں ہیں جس سے سعودی حکومت یا حکومت کے کسی اعلی عہدیدار کی مداخلت کا ثبوت ملے۔

ہاں اس رپورٹ کے 28 صفحات ایسے تھے جو اس وقت کے صدر بش حکومت کی جانب سے بہت حساس قرار دیے گئے تھے اور اس کی اشاعت سے منع کیا گیا تھا۔

تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ ان 28 صفحات میں اس بات کا ذکر ہوگا کہ کسی نہ کسی طریقے سے سعوی حکام نے حملہ آوروں کی مدد کی ہوگی یا نہیں۔ آئندہ 60 دنوں میں صدر اوبامہ ان 28 صفحات کی اشاعت یا عدم اشاعت کے حوالے سے فیصلہ کریں گے۔ اگر اوبامہ انتظامیہ نے ان صفحات کی اشاعت کی اجازت دے دی اور اس واقعے کے ساتھ سعودی حکومت یا اس کے کسی اعلی عہدیدار کا تعلق سامنے آیا تو کانگریس میں سعودیہ کے خلاف قرارداد لانے اور امریکا میں سعودی سرمایہ جامد ہونے کا قوی احتمال ہے کہ اس سے سعودیہ اور امریکا کے درمیان تعلقات مزید خراب ہو جائیں گے۔

دونوں ممالک کے درمیان اگر یہ قرارداد منظور ہو گئی تو اس سے دونوں ممالک کے درمیان تعلقات پر انتہائی منفی اثر پڑے گا۔ اس لیے اوبامہ انتظامیہ اس بات کی بہت زیادہ کوشش کر رہی ہے کہ ڈیموکریٹک اور ری پبلیکن کی دونوں جماعتوں سے تعلق رکھنے والے کانگریس اراکین کو اس بات پر قائل کر دیں کہ اس قرار کے حق میں رائے نہ دیں۔

اسی طرح وزارت خارجہ کے اعلی عہدیداروں نے بھی کانگریس کے اراکین سے کہا ہے کہ اس قرارداد کی منظوری کا راستہ روکیں۔ اگر اس قرارداد کا راستہ نہ روکا گیا اور سعودیہ کے خلاف کوئی فوری قانونی عمل انجام پایا تو اس سے امریکا کے سفارتی اور اقتصادی حالات خراب ہو جائیں گے۔

سعودیہ نے بھی امریکا کے خلاف شدید رد عمل دکھانے کی دھمکی دی ہے۔ واشنگٹن کے دورے میں سعودی عرب کے وزیر خارجہ عادل الجبیر نے امریکی حکام کو واضح الفاظ بتایا کہ اگر امریکا نے سعودیہ کے خلاف کسی اقدام کا ارادہ کیا تو سعودی عرب امریکا میں موجود اپنا تمام تر سرمایہ خرچ کر دے گا۔

اس دھمکی کے ذریعے سعودی حکومت نے امریکا کے خلاف سخت

موقف کا اظہار کیا ہے مگر یہ معلوم نہیں امریکا واقعی ایسا کر پائے گا؟ اور اگر وہ کرنے کا ارادہ کرے گا بھی تو کیا وہ ایسا کر سکے گا؟ یہ سب وقت بتائے گا۔

یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے کہ ایران کے ساتھ امریکی روابط ٹھیک ہونے سے امریکا کو تیل کی ایسی منڈی ہاتھ آگئی جس سے وہ اپنی ساری ضروریات پوری کر پائے گا۔ اس لیے امریکا نے سعودی عرب سے بے اعتنائی برتنی شروع کر دی ہے اور ایران پر مہربانی کا آغاز کر دیا ہے۔

سعودی عرب امریکی عزائم سے واقف ہے اس لیے اوبامہ کے دورہ کے تین روز بعد یعنی 25 اپریل کو سعودی حکومت نے کہا کہ وہ اپنے مستقبل کے حوالے سے ایک نئے اقتصادی پلان کا اعلان کرنا چاہتا ہے۔ سعودی عرب اپنے ملک کا تیل پر انحصار ختم کر کے اپنے ملک کو ایک تجارتی اور صنعتی ملک بنانا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں اپنی سب سے بڑی تیل کمپنی "آرامکو" کو ایک صنعتی کمپنی میں بدلنا چاہتا ہے، اس حوالے سے پلان کا اعلان کر دیا ہے اور اس پلان کو "وژن فار دی کنگڈم آف سعودیہ عربیہ" کا نام دیا ہے۔ اس منصوبے کے بہت سے اقتصادی، صنعتی، اجتماعی، معدنی اور دیگر پروجیکٹ ہیں۔ تیکنیکی لحاظ سے یہ تیل کی بجائے دولت کے حصول کا بڑا ذریعہ ہوگا۔ بیرونی اور اندرونی سرمایہ بڑی اقتصادی تبدیلی کا باعث ہوگا۔

> گذشتہ سال مارچ کے اواخر میں جنیوا میں امریکا نے اپنے پانچ اتحادیوں کی حمایت سے ایرانی قیادت سے ایرانی ایٹمی پاور کے پروگرام سے متعلق بات چیت کی ،انہیں دنوں داعش کے شکنجے سے عراق کا سب سے زیادہ تیل رکھنے والا شہر تکریت چھڑانے کے لیے پاسداران انقلاب کے ساتھ ساتھ ایران کے بنائی ہوئی تنظیموں بدر، قدس اور اخوان حزب اللہ کے نام سے عراقی ملیشیا کے گروپ امریکی فوج کے شانہ بشانہ داعش کے خلاف لڑتے رہے۔ اس پوری جنگ کی قیادت پاسداران انقلاب کے سربراہ جنرل قسیم سلیمانی کر رہے تھے۔

حکومت نے یہ بھی کہا ہے کہ "آرامکو" کا 5 فیصد حصہ بیچنے کے لیے آئندہ سال پیش کیا جائے گا۔

اقتصادی تجزیہ کار کہتے ہیں کہ سعودی عرب اپنے ارادے پر مضبوطی سے قائم ہے۔ اور اس منصوبے کی کامیابی سے عملی طور پر پورے عرب دنیا میں سعودی عرب بہت بلند مقام حاصل کر پائے گا۔ پورا عربی اور دیگر اسلامی دنیا کے سرمایہ کار سرمایہ کاری کے لیے سعودی عرب کا رخ کریں گے۔ اگر امریکا میں سعودی سرمایہ ضبط بھی ہو جائے تو اس کا سعودی معیشت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اقتصادی ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر یہ منصوبہ کامیاب ہو جائے تو ایران کے تیل کی مارکیٹ کو بھی سر اٹھانے کا موقع نہیں ملے گا اور اسے اس سے شدید نقصان ہوگا۔

تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ امریکا کو سعودیہ کے اس منصوبے کی پہلے سے خبر تھی اس لیے اوبامہ نے اس پلان سے سعودی عرب کو دستبردار کرانے کے لیے فوری طور پر سعودیہ کا دورہ کیا۔

مگر سعودی عرب نے کمال کیا کہ ان کے اس مطالبے کو واضح الفاظ میں مسترد کر دیا۔ اور انہیں عدم توجہی کا شکار کر کے واضح پیغام دے دیا اور اوبامہ اس پیغام کو اچھی طرح سمجھ بھی گیا۔ یہی وجہ تھی کہ اگلے روز خلیجی ریاستوں کے کونسل سے خطاب کرتے ہوئے سعودیہ کو شریک کرنے کے لیے انہوں نے واضح الفاظ میں ایران کو خبردار کیا کہ "ایران مشرق وسطی میں بدامنی پھیلانے کی کوشش نہ کرے"

مشرق وسطی کے امور کے ماہرین یہ سمجھتے ہیں کہ مشرق وسطی کے حوالے سے امریکی سیاست میں بہت بڑی تبدیلی آئی ہے۔ امریکا بظاہر مصر، سعودی عرب، قطر، کویت، اردن اور دیگر عرب ممالک کو اپنا اتحادی قرار دیتا ہے اور ان ممالک کے ساتھ اپنے سفارتی تعلقات بھی گرم رکھنا چاہتا ہے۔ زبانی کلامی ایران کو دھمکیاں دیتا ہے مگر درون پردہ ایران کو اس نے کھلی چھوٹ دے رکھی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ایران خطے کی واحد قوت بن جائے۔ خطے کے تمام ممالک کو ہمیشہ کے لیے ایران کے دباو میں لائے۔ اور ان ممالک کو ایران کے خوف سے اپنا محتاج بنائے رکھے۔ اس لیے ایران کے ساتھ ایٹمی قوت پر معاہدہ کیا گیا۔ اقتصادی پابندیاں ہٹا دی گئیں۔ سلامتی کونسل میں ایرانی اقدامات کی حمایت کرتا ہے۔ ایران نے حال میں جن میزائیلوں کا کامیاب تجربہ کیا ہے اور روس سے حاصل کردہ ایس 300 میزائل کی تشہیر کر رہا ہے۔ حزب اللہ اور حوثی ملیشیا کو اسلحہ فراہم کر رہا ہے۔ بشار الاسد انتظامیہ کی حمایت کرتا ہے۔ یہ سب کچھ امریکا جانتا ہے مگر اس نے آنکھیں بند رکھی ہوئی ہیں۔ اور ان سب کی توجیہ یہ کرتا رہتا ہے کہ ایران ان مسائل کے حل کی کوشش کرے گا۔

تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ امریکا کی امید کی نگاہیں صرف اور صرف ایران پر ہیں۔ امریکا کے لیے پورے ایشیا میں ایران کے علاوہ اور کوئی بھی ایسا ملک نظر نہیں آتا جسے وہ اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرے یا اسے اپنے مخالفین کے خلاف استعمال

کرے۔ ایشیا میں امریکی اتحادیوں کی اکثریت کمزور ممالک کی ہے۔ اور اگر عسکری لحاظ سے کوئی طاقتور قوت ہے بھی تو اس کی پالیسی یہ نہیں ہے کہ وہ طاقت ور کا ساتھ دے کر اپنے لئے مزید مسائل پیدا کرے۔ یا امریکی مفادات کے لیے خود کو خطرے میں ڈال دے۔ مگر اس کے برعکس ایرانی موقف میں سختی زیادہ ہے۔ گذشتہ ادوار میں اس نے اپنے سے کئی گنا بڑی قوتوں کو دھمکیاں دی ہیں۔ اس لیے امریکا اس حوالے سے ان سے یہ توقع رکھتا ہے اگر وہ فوجی لحاظ سے مضبوط ہو جائے تو خطے کے کمزور ممالک نہیں بلکہ چین، پاکستان، روس اور ہندوستان جیسے طاقتور ممالک پر بھی کسی حد تک دباو بڑھایا جاسکتا ہے اور ان کے خلاف ایران کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکا کی جانب سے شروع کردہ صلیبی جنگ میں ایران نہ صرف یہ کہ شریک نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس مسلمانوں کے خلاف صلیبیوں کا ساتھ دیا اس لیے امریکا اور دیگر مغربی قوتوں کی بھرپور اعتماد حاصل کر پایا اور عملا ثابت کر کے دکھایا کہ مغرب کی ہر جارحیت کے لیے وہ اچھے خدمت گار ثابت ہو سکتے ہیں۔

قرائن کو دیکھا جائے تو مشرق وسطی کے متعلق ایران کی پالیسی اب بھی یہ ہے کہ اس کا اثر و رسوخ پورا خطہ تسلیم کرے۔ ایران نے اپنی اس پالیسی کو خفیہ رکھنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی اور نہ اس کی کوشش کی، کیوں کہ ایران مشرق وسطی کے کسی ملک کی پروا نہیں کرتا اور نہ عسکری لحاظ سے اسے اپنا کوئی حریف نظر آتا ہے۔ بقیہ دنیا تو ویسے بھی اس کے اس تسلسل کے جاری رکھنے کے حق میں ہے۔

گذشتہ سال کے آخری مہینوں میں جب حوثی باغیوں نے یمن میں پیش رفت کی اور شمالی حصوں میں ایرانی پرچم لہرائے تو ایرانی رہنماوں نے بار ہا بہت فخر سے کہا کہ بغداد، دمشق اور بیروت کے بعد صنعاء بھی ہمارے زیر اثر آگیا۔

چند دن قبل تو علی یونس نامی ایران کا ایک سابق وزیر تہران میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے بہت آگے تک گیا اور اس نے کہا "پورا مشرق وسطی ہمارا خطہ ہے، ہم شرقی رومیوں، عثمانی ترکوں اور عرب سلفیوں سے بیک وقت لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں"۔

تکریت سے داعش کے انخلاء کے لیے ہونے والی جنگ میں امریکا کی مداخلت پاسداران انقلاب کی مرضی سے ہوئی تھی۔ اور معاہدہ بدر، قدس اور اخوان حزب اللہ کے نام سے تینوں گروپوں کے مشترک ترجمان نعیم العبیدی نے کیا تھا۔ اسی معاہدے کی بناء پر امریکا پوری لڑائی میں پاسداران انقلاب یا عراقی ملیشیا کی فضائی مدد کرتا رہا۔ اسی سلسلے میں امریکا کے دو ڈرون حملوں میں پاسداران انقلاب کے بڑے افسران علی یزدانی اور ہادی جعفری ہلاک ہوگئے جنہیں تہران میں سپرد خاک کیا گیا۔ افسران کی ہلاکت پر ایرانی پریس نے بہت زیادہ شور مچایا اور یہ شور اس وقت تھما جب نعیم العبیدی نے کہا کہ امریکا کے ڈرون حملے میں ان کی ہلاکت قصدا نہیں تھی۔ ان دونوں افسران سمیت اب تک ایران کے 11 چھوٹے بڑے فوجی افسران ہلاک ہوئے ہیں۔

تجزیہ کاروں کا بجاطور پر خیال ہے کہ عرب دنیا میں حالیہ خانہ جنگیوں کا سب سے زیادہ فائدہ امریکا کو ہو رہا ہے مگر امریکا کے بعد سب سے زیادہ جس نے اس سے فائدہ اٹھایا وہ ایران ہے۔ کیوں کہ جنگوں اور ہنگاموں کے نتیجے میں خطے کے ممالک کے کمزور ہونے کی وجہ سے ایران اب صدیوں قبل کے فارس سلطنت کے دوبارہ احیاء کے خواب دیکھ رہا ہے اور پہلی بار غیر عربی قوم، غیر عربی ملک اور غیر عربی تہذیب {ایران} عراق، شام، لبنان اور یمن جیسے مشہور عرب ممالک میں دیکھی جا رہی ہے۔

میں اس اندیشے کی تردید نہیں کر سکتا مگر میرا خیال ہے کہ اگر ایسے ارادے موجود بھی ہیں تو عملی طور اسے پورا کرنا ناممکن ہے اور یہ بات امریکا اور دیگر مغربی قوتیں بھی جانتی ہیں کہ ایران کے خلاف عربوں میں شدید نفرت پائی جاتی ہے۔ اور خطے میں ایرانی اثرات کی حاکمیت انہیں کسی صورت منظور نہ ہوگی۔ عراق جس کی بہترین مثال ہے۔ امریکا نے بہت کوشش کی مگر مالکی کی حکومت کامیاب نہ ہو سکی اور نہ امریکا اور بغداد انتظامیہ یہاں مجاہدین کی تحریکیں ختم کرنے میں کامیاب ہو سکا۔

ہاں! ایران کی مداخلت کو توسیع دینے اور مداخلت پر آنکھیں بند رکھنے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ مگر اس کا مقصد یہاں فرقہ وارانہ منافرتوں کو ہوا دینا اور پھر پورے خطے کو جنگ کا میدان بنانے کی راہ ہموار کرنا ہے۔ ایران اور امریکا کی قربت کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ صدام حکومت کا خاتمہ اور عراقی حکومت شیعوں کے حوالے کرنا یہ ایران کا بڑا مقصد تھا۔ ایران کا یہ مقصد امریکا کی جارحیت اور صدام حسین کے خاتمے کے بعد خود بخود حاصل ہو چکا تھا۔ ایران نے بہت کھل کر امریکا کا ساتھ دیا اور اس کی حمایت کی۔ ایران جو امریکا کو اپنا ازلی دشمن قرار دیتا تھا ساری باتیں

بھول گیا اور مرگ بر امریکا کے سارے نعرے اس نے بھلا دیے۔ اج بھی امریکا کی جانب سے عراق پر مسلط کٹھ پتلی انتظامیہ کا سب سے بڑا حامی ملک ایران ہے۔ ایران عراق کی اس ظالم اور کرپٹ انتظامیہ میں کونسی خوبیاں دیکھ رہا ہے کہ اس قدر خلوص سے اس کا ساتھ دے رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امریکا کی جانب سے عراق پر جارحیت کے بعد آج تک نہ صرف ایران نے امریکا کے خلاف کوئی معمولی اقدام نہیں کیا بلکہ بہت سے مواقع پر جنگ کے کسی مرحلے پر ان کی دوستی بھی سامنے آئی ہے۔

گذشتہ سال مارچ کے اواخر میں جنیوا میں امریکا نے اپنے پانچ اتحادیوں کی حمایت سے ایرانی قیادت سے ایرانی ایٹمی پاور کے پروگرام سے متعلق بات چیت کی، انہیں دنوں داعش کے شکنجے سے عراق کا سب سے زیادہ تیل رکھنے والا شہر تکریت چھڑانے کے لیے پاسداران انقلاب کے ساتھ ساتھ ایران کے بنائی ہوئی تنظیموں بدر، قدس اور اخوان حزب اللہ کے نام سے عراقی ملیشیا کے گروپ امریکی فوج کے شانہ بشانہ داعش کے خلاف لڑتے رہے۔ اس پوری جنگ کی قیادت پاسداران انقلاب کے سربراہ جنرل قسیم سلیمانی کر رہے تھے۔

تکریت سے داعش کے انخلاء کے لیے ہونے والی جنگ میں امریکا کی مداخلت پاسداران انقلاب کی مرضی سے ہوئی تھی۔ اور معاہدہ بدر، قدس اور اخوان حزب اللہ کے نام سے تینو گروپوں کے مشترک ترجمان نعیم العبیدی نے کیا تھا۔ اسی معاہدے کی بناء پر امریکا پوری لڑائی میں پاسداران انقلاب یا عراقی ملیشیا کی فضائی مدد کرتا رہا۔ اسی سلسلے میں امریکا کے دو ڈرون حملوں میں پاسداران انقلاب کے بڑے افسران علی یزدانی اور ہادی جعفری ہلاک ہو گئے جنہیں تہران میں سپرد خاک کیا گیا۔ افسران کی ہلاکت پر ایرانی پریس نے بہت زیادہ شور مچایا اور یہ شور اس وقت تھما جب نعیم العبیدی نے کہا کہ امریکا کے ڈرون حملے میں ان کی ہلاکت قصداً نہیں تھی۔ ان دونوں افسران سمیت اب تک ایران کے 11 چھوٹے بڑے فوجی افسران ہلاک ہوئے ہیں۔

مختصر یہ کہ مشرق وسطی کے حوالے امریکی پالیسی میں تبدیلی کی وجہ سے سعودی امریکا اور دیگر مغربی ممالک سے شدید مایوس ہو چکا ہے اور اس نے اپنی پوری توجہ اب عرب دنیا پر مرکوز کر دی ہے۔ اب پوری اسلامی دنیا کی حمایت حاصل کرنا اس کی انتہائی کوشش ہے۔

ہاں سعودی عرب کے لیے ہر لحاظ سے یہ بات مفید ہے کہ صلیبی لشکروں کے سالار ملینوں مسلمانوں کے قاتل امریکا سے دوستی کے خاتمہ کر دے۔ اپنی ساری توجہ عرب دنیا بلکہ اسلامی دنیا پر مرکوز کر دے۔ دوسروں سے خریدے گئے طیاروں اور وسائل سے دھوکہ نہ کھائے اور کسی بھی اسلامی ملک کے ساتھ جنگ میں خود کو نہ ڈالے۔

اسی طرح ایران کو بھی چاہیے کہ اپنے کثیر اسلحہ، جنگی وسائل اور اچھی لڑنے والی فوج پر غرور نہ کرے، امریکا کی دوستی پر بھروسہ نہ کرے اور نہ اسے اپنے لیے مفید سمجھے۔ پورے اسلامی دنیا سے تعلقات کے لیے نرم پالیسی اس کے مفاد میں ہے یمن اور شام کا مسئلہ بہت معمولی مسئلہ ہے اگر ایران اور سعودیہ آپس میں مفاہمت کریں۔ بہت آسانی سے ان مشکلات کا ایک بڑا حصہ حل ہو سکتا ہے اور ملینوں مسلمان بڑی تکلیفوں اور مصائب سے بچ سکتے ہیں۔

ان دونوں ممالک کے درمیان تلخیوں کے اضافے سے نہ صرف دونوں ممالک بلکہ پوری اسلامی کو بہت بڑے نقصانات ہوں گے۔ مشرق وسطی کے موجودہ حالات اس کی بہترین مثال ہے۔

اسلامی دنیا اب مزید خرابیوں اور مسائل برداشت نہیں کر پائے گی۔ پوری اسلامی دنیا ان دونوں ممالک سے بہترین کا مطالبہ کرتی ہے۔ امید ہے یہ دونوں ممالک اسلامی دنیا کے اس مطالبے پر توجہ دیں اور ان تمام اقدامات اور پالیسیوں سے بچنے کی کوشش کریں گے جس سے پوری اسلامی دنیا کو عموماً اور ان دونوں ممالک کو خصوصاً نقصان اور کفری دنیا کے لیے فائدے کا سبب بنے۔

❁ ❁ ❁

صوبہ اروزگان کے جہادی سربراہ ملا

امین اللہ یوسف سے گفتگو

گفتگو

حبیب مجاہد

صوبہ اروزگان افغانستان کے مرکزی صوبوں میں سے ہے، جس کے مشرق میں غزنی اور زابل کا ایک حصہ، شمال میں صوبہ دائی کنڈی، مغرب میں ہلمند اور جنوب میں قندھار اور زابل واقع ہیں۔ اروزگان کا مرکز 'ترین کوٹ' شہر ہے۔ اس صوبے کا رقبہ 12640 مربع کلومیٹر اور آبادی تقریبا 4 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ ماضی میں اس صوبے کے شمال میں واقع ہزارہ آبادی کے علاقے بھی اروزگان کا حصہ سمجھے جاتے تھے۔ کرزئی کے دور حکومت میں اس علاقے کو دائی کنڈی کے نام سے ایک الگ صوبہ بنایا گیا ہے۔ اروزگان کے مرکز کے علاوہ دہراوود، چار چینو، چورہ، خارخودی اور چنارتو کے اضلاع پر مشتمل ہے۔

اس صوبے کے جہادی سربراہ حاجی امین اللہ یوسف صاحب سے گفتگو کی گئی ہے، جو نذرِ قارئین ہے۔

سوال: محترم! کیا آپ اروزگان کی اسٹریجک اہمیت پر روشنی ڈالیں گے؟

جواب:

صوبہ روزگان افغانستان کے مرکزی صوبوں میں سے ہے۔ اگرچہ یہ انتظامی تقسیم کے اعتبار سے جنوب مغربی علاقے کا حصہ ہے، مگر یہ افغانستان کے قلب میں واقع ہے اور بہت سے صوبوں سے اس کی سرحدیں ملی ہوئی ہیں۔ یہ صوبہ ایک پہاڑی خطہ ہے۔ اس میں بڑے پہاڑ، وسیع درے اور دریا ہیں۔ اسی فطری بناوٹ نے روس کے خلاف جہاد کے دور میں بھی اس صوبے کو بہت اہمیت بخشی۔ اس دور میں بھی یہ صوبہ مجاہدین کا اہم ٹھکانہ رہا۔ اب بھی دشمن اس صوبے پر زیادہ توجہ اس دے رہا ہے کہ اگر یہ علاقہ ایک بار مجاہدین کے ہاتھ آگیا تو اس کا دوبارہ قبضہ بہت مشکل ہوگا۔ دوسرا یہ کہ اروزگان وہ علاقہ ہے کہ موجودہ کٹھ پتلی حکومت کی ابتداء یہیں سے ہوئی ہے۔ امریکیوں نے اپنے کٹھ پتلی حامد کرزئی کو اسی صوبے میں سے اٹھایا اور خصوصی فوج دے کر اس طرح سے اس کا ساتھ دیا کہ وہ اروزگان اور قندھار پر قابض ہونے کے بعد کابل پہنچا اور تخت نشین ہوگیا۔

سوال: جارحیت کے گزشتہ ادوار میں صوبہ اروزگان کے حالات کیسے تھے؟

جواب:

جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ امریکا کے خلاف جہاد کے دور میں دشمن صوبہ اروزگان کی جانب زیادہ متوجہ رہا۔ اسی لیے اس صوبے کے مختلف علاقوں میں بہت مضبوط کانوائے، امریکی، ہالینڈی اور آسٹریلین فوج کے اڈے اور بیس قائم کیے گئے تھے، مگر اس کے باوجود ان کے خلاف ہمیشہ حملے جاری رہے۔ جس کی وجہ سے دشمن کو بار بار نقصانات اٹھانے پڑے۔ جب 2009 کے بعد اروزگان میں مجاہدین کی قوت بڑھی اور بہت سے مضافاتی علاقے مجاہدین کے ہاتھ آگئے تو جارحیت پسندوں نے اس علاقے میں خصوصی فوج بھیجی اور گاؤں گاؤں میں چھاونی قائم کرنے، مزید فوج بھیجنے اور اربکی بنانے کی مہم شروع کی، جس کے نتیجے میں اروزگان کے بہت سے مضافاتی علاقے دشمن فوج کے ہاتھ لگ گئے، جس سے عوام پر ظلم، وحشت، چوری اور بدکاریوں کے مظالم ڈھائے۔ مگر دشمن کی ان تمام کوششوں اور سازشوں کے باجود مجاہدین آرام سے نہ بیٹھے۔ دشمن پر مسلسل بم دھماکے اور حملے ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ بیرونی قوتیں خصوصا آسٹریلیا اور ہالینڈ کی فوجیں اس بات پر مجبور ہوگئیں کہ اس صوبے سے نکل جائیں۔ اس کے بعد امریکی فوجی بھی میدان جنگ سے بھاگ گئے اور اپنے اڈے اور چھاؤنیاں اربکیوں، پولیس اور کٹھ پتلی فوج کے حوالے کر دیں۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ گزشتہ عزم آپریشن کے سلسلے میں اروزگان کا علاقہ 'ڈیری' دشمن سے پاک کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب:

گزشتہ سال افغانستان کے اکثر حصوں میں فتوحات اور کامیابیوں کا سال تھا۔ اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت مجاہدین نے بہت سے علاقوں سے دشمن کا وجود ختم کر دیا تھا۔ امریکا نے ملیشیا اور اربکیوں کے ذریعے اروزگان کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا، مگر گزشتہ سال ضلعی مراکز کے علاوہ اروزگان کے تمام گاؤں دیہات اور مضافاتی علاقے، بڑے بڑے قصبے دشمن کے ہاتھ سے نکل گئے۔ مثلاً ضلع خاص اروزگان کے تمام مضافاتی علاقے؛ جیسے شالی ناوہ، سلطان محمد ناوہ اور دیگر علاقے مجاہدین نے قبضے میں لے لیے ہیں۔ دشمن ضلعی مراکز میں محصور ہے۔ ضلع چار چینو اب دو اضلاع میں تقسیم ہو چکا ہے، ایک خار خوردی اور دوسرا شہید حساس۔ ان میں سے خار خوردی مکمل طور پر فتح ہو چکا ہے اور بقیہ حصے میں صرف ہوشی کوچی بازار باقی ہے اور سب فتح ہو چکا ہے۔ اس بازار پر بھی مجاہدین کے حملے جاری ہیں۔ ضلع دہراوود کٹھ پتلی حکومت کے لیے اروزگان کے صوبائی مرکز سے بھی بڑھ کر اہمیت رکھتا ہے۔ وہ اس کی حفاظت کے لیے اپنی پوری قوت لگا رہے ہیں۔ اس ضلع کے ورجان، شورجی، سنگ لاخ، بازگیر، دہزک، سیاسنگ، کور، شنغولی اور غازی کے علاقے فتح ہو چکے ہیں اور 'تنگی' تک پہنچ چکے ہیں۔ یہاں بھی دشمن ضلعی مرکز میں محصور ہو چکا ہے۔ ضلع کے تحفظ کے لیے ایک بار اروزگان کے صوبائی مرکز سے ایک کانوائے آیا اور شکست کھا کر بھاگ گیا۔ بعد ازاں قندھار سے خصوصی فوج اور کمانڈوز بھیجے گئے، جس پر اب بھی حملے جاری ہیں۔ چورہ اور چنار تو میں بھی بہت سے علاقے مجاہدین نے قبضے میں لے لیے ہیں۔ مرکز ترین کوٹ دروشان، مراباد اور پای ناوہ کے علاقے میں بھی بہت پیش رفت ہوئی ہے۔

> 2016 کے پہلے مہینے میں دہراوود اور چار چینو میں آپریشن کا آغاز ہو گیا۔ پہلے مہینے کی تیس تاریخ کو مجاہدین نے خارخوردی کا ضلع مکمل طور پر فتح کر لیا اور سراب کا علاقہ بھی دشمن کے وجود سے پاک ہو گیا۔ 11 مارچ کو مجاہدین نے خاص اروزگان میں 60 سے زیادہ فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ مارچ کے اواخر میں ضلع چار چینو میں ایک بار پھر حملے ہوئے، جو اب تک جاری ہیں۔ اب تک مجاہدین نے دس سے زیادہ پوسٹیں فتح کی ہیں اور دشمن کے گرد محاصرہ اور بھی مضبوط کر دیا ہے۔

سوال: محترم! ہم گزشتہ سال کے عزم آپریشن کے سلسلے میں اہم علاقوں میں جہادی آپریشن کی تفصیلات جاننا چاہتے ہیں۔

جواب:

یہاں ان بڑے آپریشن کی کچھ مثالیں ذکر کروں گا، جو گزشتہ سال اروزگان میں ہوئے اور میڈیا نے بھی اس پر روشنی ڈالی۔ گزشتہ سال 26 اپریل 2015 کو اروزگان کا پولیس سربراہ گلاب خان مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہو گیا۔ 22 مارچ کو مجاہدین نے خاص اروزگان میں دس پوسٹیں فتح کیں اور 40 فوجیوں نے ہتھیار ڈالے۔ چار چینو اور دہراوود میں کامیاب حملے ہوئے۔ 23 کو چار چینو کا پولیس چیف اسماعیل ایک بم دھماکے میں ہلاک ہو گیا۔ 27 مئی کو خاص اروزگان میں 37 اربکی اور پولیس اہل کاروں نے ہتھیار ڈال دیے۔ مئی کے آغاز میں مجاہدین نے چار چینو کے زمبوری، ہوشی اور ریگگی کے علاقوں میں پولیس اور آرمی کی پوسٹوں پر وسیع پیمانے پر حملے کیے اور بہت سے علاقے ان سے خالی کروائے۔ 17 جولائی کو دہراوود کا پولیس کمانڈر اور مظالم میں شہرت رکھنے والا جنگجو حاجی طالب اور اس کا نائب جان آغا خانی اپنے 4 اہل کاروں سمیت مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہو گئے۔ اگست کے آغاز میں مجاہدین نے خاص اروزگان کے علاوہ سلطان محمد ناوہ نے پیش

قدمی کی، یہاں تک کہ 23 مارچ کو یہ وسیع اور بڑا علاقہ مکمل طور پر فتح ہوگیا۔ دشمن کے درجنوں فوجی ہلاک ہوگئے۔ بہت سے فوجیوں نے ہتھیار ڈالے اور بقیہ علاقے سے فرار ہوگئے۔

سوال: اگر مجاہدین اروزگان کے ضلعی مراکز بھی فتح کر دیں تو اس کا جنگ کی عمومی حالت پر کیسا اثر پڑے گا؟

جواب:

اللہ تعالی کے فضل اور نصرت سے مجاہدین ضلعی مراکز بھی فتح کرلیں گے اور اس کے تمام منصوبہ بندیاں کی گئی ہیں تو دشمن کا صوبائی مرکز کچھ بھی مزاحمت نہیں کرسکے گا۔ اور اگر صوبائی مرکز بھی فتح ہوجائے تو یہ دشمن کے لیے ایک شدید وار ہوگا۔ پھر دشمن کے اس علاقے میں قدم جم نہیں سکیں گے۔ کیوں کہ آپ جانتے ہیں اب بھی اروزگان کے پڑوس میں ہلمند میں بھی فتوحات کا سلسلہ جاری ہے اور زابل اور قندہار میں بھی مجاہدین بہت آگے ہیں۔ اروزگان ایسا علاقہ نہیں، جسے دشمن پھر سے طاقت کے زور پر چھین لے۔ کیوں کہ وہاں سارے عوام مجاہدین کے ساتھ ہیں اور اب وہ جارحیت کے اولین دن بھی نہیں ہیں کہ جب امریکی پروپیگنڈے سے متاثر ہوجائیں گے۔

سوال: کیا اروزگان میں کوئی ایسا علاقہ ہے، جہاں امارت اسلامیہ کے علاوہ اور کوئی ایسا گروپ ہو، جس کی امارت اسلامیہ سے دشمنی ہو اور وہ امارت کی راہ میں رکاوٹ ہو؟

جواب :

للہ الحمد! صوبہ اروزگان کے تمام مجاہدین ایک امارت کے ساتھ ہیں۔ ایک ہی امیر ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ سب ایک ہی پرچم تلے جہاد کرتے ہیں۔ اروزگان میں بھی افغانستان کے دیگر صوبوں کی طرح اس حوالے سے کوئی مشکل پیش نہیں آئی، بلکہ پورے افغانستان کی سطح پر نہ ہونے کے برابر ہے افغانستان کے 34 صوبوں میں صرف دو صوبوں میں ایسے لوگ ہیں، جو خود کو امارت اسلامیہ کے دائرے سے باہر قرار دیتے ہیں۔ 32 صوبوں میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ امارت اسلامیہ ایسے مسائل کے حل کی جانب متوجہ ہے۔

سوال: محترم! آپ کوئی پیغام دینا چاہیں، تو ہم حاضر ہیں۔

جواب :

میرا پیغام مجاہدین کے نام ہے۔ اب ایک بار پھر نیا سال آگیا ہے اور ہم آپریشن کے آغاز کی حالت میں ہیں۔ اس لیے مجاہدین کو چاہیے، سب سے پہلے تو اپنی نیت خالص اللہ کی رضا کے لیے کر دیں۔ اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور پھر اسلامی نظام کے دوبارہ قیام اور فسق وفجور کے خاتمے کے لیے جہاد کی جانب توجہ دیں۔ مجاہدین دشمن کے پروپیگنڈے اور شیطانی وساوس سے اپنی حفاظت کریں اور اس طرح کے وساوس سے اپنی حفاظت کا طریقہ کار یہ ہے کہ ساری توجہ جہاد کی جانب دیں۔ ہمیں اللہ تعالی سے امید ہے اور اس پر ہمارا یقین ہے کہ ہم پر اللہ تعالی کی نصرت کے دروازے کھل چکے ہیں۔ ملک کے ہر گوشے سے فتوحات کی خوش خبریاں مل رہی ہیں۔ اس طرح کے اہم مرحلے پر فتوحات کے اس لشکر کا ساتھی بنیں۔ اسلام کے دشمنوں پر اپنے حملوں کو زور دیں اور اسلامی نظام کے دوبارہ قیام کے اپنی ساری صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔

ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں، جب ایک بار پھر کفر شکست کھا جائے گا اور ملک پر اسلامی نظام کا سفید پرچم لہرائے گا۔

❁ ❁ ❁

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!

ہارون بلخی

مریکی سفارت خانے میں بننے والی کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے نصف حصے کے سربراہ اور افغان ثقافت و رسم ورواج اور تہذیب سے بے خبر امریکی ایجنٹ اشرف غنی نے 25 اپریل کو نام نہاد پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خصوصی خطاب کے دوران ہیجانی حالت میں فرمایا کہ " کابل اور ملک کے دیگر قید خانوں میں قید مجاہدین کو سولی پر لٹکایاجائے گا۔"

اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہر زمانے میں ایساہوا ہے کہ حق کی خاطر لڑنے والوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور تکلیفیں جھیلنا پڑیں۔ گزشتہ 15 برسوں سے افغان مظلوم عوام کی حمایت اور حصول انصاف کی جدوجہد میں کوشاں مجاہدین کی راہ میں بھی مختلف طریقوں سے روڑے اٹکائے جاتے رہے ہیں۔ انہیں آج بھی آزمائشوں سے گزارا جا رہا ہے، لیکن وہ پھر بھی خندہ پیشانی کے ساتھ اس محاذ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ مشکلات و مصائب سے نبرد آزما ہیں۔

تہذیبوں کا عروج و زوال اور باہمی کشمکش کوئی نئی چیز نہیں ہے۔یہ سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے۔ جب کسی غالب تہذیب کا طوفان اٹھتا ہے تو اپنی مخالف تہذیب کو مٹا ڈالتا ہے۔مغرب کی جدید تہذیب کی جڑیں مادیت، دنیا کی عیش و عشرت اور خُدا فراموشی کے خمیر سے اٹھی ہیں۔اسی بے لگام تہذیب نے انسان کے ایمان، اخلاق، شرم و حیا، ضمیر اورانسانیت کی معروف و مقبول سماجی اقدار کی دھجیاں اُڑادی ہیں۔ جس شخص نے بچپن سے بڑھاپے تک اپنی زندگی ملک اور قوم سے دور مغربی اجنبی ثقافت اور بیگانہ باور کی آغوش میں گزاری ہو، مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے میں ان کی پرورش اور تربیت ہوئی ہو، گرل اور بوائے فرینڈ ماحول کا عادی ہو اور حتی کہ اپنے مذہب کے ابتدائی احکام سے لاتعلق ہو توایسا شخص افغانوں کے زخموں پر کیسی مرہم پٹی کرے گا؟!

امارت اسلامیہ نے اشرف غنی کے بیان کے ردعمل میں ایک اعلامیہ جاری کیا، جس میں کہا گیا ہے: " اگر ایک جانب اشرف غنی کی باتیں ان کی کمزوری ظاہر کرتی ہیں کہ اپنی طاقت کو نہتے قیدیوں پر آزمائیں تو دوسری طرف ان کے ان اقدامات کی کوئی قانونی حیثیت بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ مظلوم سیاسی قیدی ایسے جوڈیشنل ادارے کی جانب سے پھانسی دیے جانے والے ہیں، دنیامیں جس کی نااہلی اور کرپشن کاپہلا نمبرہے۔ سزائے موت پانے والوں میں اکثریت ان قیدیوں کی ہے، جو اپنی معاشی کمزوری کی وجہ سے کابل انتظامیہ کے ججوں اور وکیلوں کو بھاری رشورت دینے سے قاصر ہیں۔ آج اپنی غربت کی سزا بھگت رہے ہیں۔ کابل انتظامیہ کے اس نوعیت کے اقدامات صرف جنگی جرم تصور ہوں گے۔ ایسی حالت میں کہ قیدی عقوبت خانوں میں ہیں اور حراست کی حالت میں ان کے قتل سے

کابل انتظامیہ کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا، لیکن اس اقدام کی تہہ میں فطرتی طور پر سنگین نتائج پوشیدہ ہیں۔‘‘

اشرف غنی کو یاد رکھنا چاہیے کہ قتل، پھانسی، قید اور دیگر مظالم سے راہ حق کے سپاہی نہیں ڈرتے۔آپ کے صلیبی آقاؤں نے چودہ برس کے دوران جدید ٹیکنالوجی کے بل بوتے تمام تر قوت آزمائی ہے۔ بگرام، قندھار سے لے کر گوانتاموتک صلیبی وحشت عقوبت خانوں میں مجاہدین اور مسلمانوں کو ایسے مظالم کا سامنا کرناپڑا ہے، جن کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اگر افغانوں کی ہلاکتوں سے مسئلہ حل ہوتا تو کمیونسٹ دورحکومت میں پندرہ لاکھ سے زائد افغان شہید اور لاکھوں اپاہج ہوئے۔اس کے برعکس دنیا کے نصف کرہ سے کمیونزم کا خاتمہ ہوا۔اللہ تعالی نے ہمیشہ حق کو فاتح اور ظالم کو نیست و نابود کیا ہے۔اگر قیدی مجاہدین اور دیگر مظلوموں کو پھانسیاں دی گئیں تو پھر بھی یہ سلسلہ رکھنے والا نہیں ہے۔اگر ایک قیدی کو پھانسی دی گئی تو اس کے ردعمل میں درجنوں افراد اسلحہ تھام کر جہاد کے میدان میں کودپڑیں گے۔ مجاہدین کے شانہ بشانہ اپنے دین اور ملک کادفاع کریں گے۔

جب ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور سوشل میڈیا پر اشرف غنی کا یہ بیان آیاکہ مظلوم قیدیوں کو انتقامی طور پر پھانسیاں دی جائیں تو مجھے اردو زبان کی وہ ضرب المثل یاد آئی کہ ’’بی مینڈکی کو بھی زکام ہوگیا ہے۔‘‘ یہ محاورہ عموما اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی شخص اپنی اوقات سے بڑھ کر کچھ کرے یا کہے۔ اشرف نے کوئی نیا کام نہیں کیا، البتہ اُنہوں نے اپنے افکار وخیالات کا اظہار کرتے ہوئے اپنا خبث باطن ظاہر کر دیا۔اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن جتنا زوراسلام دشمنی میں لگاتے ہیں تو اسلام اتنا ہی چمکتا اور اپنی خوشبوئیں بکھیرتا ہے۔اسلام، مجاہدین اور اس کے ماننے والے تو ایسے شیاطین کی بچگانہ حرکات دیکھ کر زیرِلب مسکراتے ہیں کہ یہ بے وقوف کن کاموں میں اپنا وقت ضایع کررہے ہیں۔ اگر اشرف غنی سے پوچھا جائے کہ زندگی میں کیا کھویا اور کیا پایا؟ تو ان کا جواب ہوگا کہ جو چیز گاجر کے حلوے میں ڈالتے ہیں وہ ’کھویا‘ ہے اور صبح کے ناشتے میں کھائی جانے والی چیز ’پایا‘ ہے۔

اسلام کے ابتداء سے آج تک عالم کفر اور منافقوں نے اسے جڑ سے اکھاڑنے کی اَن تھک کوششیں کیں، لیکن کسی صورت کامیاب نہ ہوسکے، بلکہ اس کی کرنیں مزید پھیلتی جارہی ہیں۔اللہ تعالی نے فرمایا ہے:إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ(سورہ الصف 4)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں ایسے طور پر صف باندھ کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں، بے شک وہ اللہ کے محبوب ہیں۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (8)سورۃالصف

ترجمہ: یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے چراغ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کرکے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

❁ ❁ ❁

بہار کیا پیغام لے کر آیا؟

حبیبی

آج کل افغان باشندوں کے دن رات اسی فکر میں گزرتے ہیں کہ بچوں کے لیے روٹی کہاں سے لائیں؟ بیمار کے لیے دوا کہاں سے لائیں۔ جیل میں قید بھائی کی رہائی کے لیے تعلقات اور رشوت کا انتظام کہاں سے کیا جائے؟ کہیں میرے گھر پر چھاپہ نہ پڑ جائے۔ امریکی فوجی دیوار پھاند کر نہ آجائیں۔ افغان عوام اس بات سے مایوس ہو چکے ہیں کہ وہ نیٹو سے مطالبہ کریں کہ امن وامان قائم کیا جائے۔ 24 فروری کو شایع ہونے والی یوناما کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 2015 کے دوران 11 ہزار عام افراد ہلاک کیے گئے۔ بار بار دیکھا گیا ہے کہ جارحیت پسندوں کی جانب سے عوامی بہبود کے مقامات اور تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ انہیں بلڈوز کر دیا گیا ہے۔ عام لوگوں کی خوشی و غمی کے اجتماعات پر بے رحمانہ بمباری کی گئی ہے۔ بڑی شاہراہوں پر نہتے شہریوں کو بے رحمانہ طریقے سے قتل کر دیا گیا ہے۔

عالمی قوتیں کہتی تھیں کہ انہیں افغان عوام پر رحم آ رہا ہے، وہ افغانستان آکر اسے پیرس بنا دیں گے۔ اسے اقتصادی طور پر خود کفیل بنا دیں گے۔ تجارت اور لین دین کے لیے اسے عالمی مرکز بنا کر یہاں سرمایہ کاروں کا سیلاب بہا دیں گے۔ امن و امان میں اسے امارت اسلامیہ کے دور سے بھی زیادہ ضرب المثل بنا دیں گے۔ جب کہ ان طاقتوں نے سوائے جھوٹ بولنے اور افغانستان کو تباہ کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا ہے۔

قومی ذخائر، معدنیات اور ٹیکس سے ملنے والی آمدنی اپنی خدمت پر مامور کابل انتظامیہ کے وزراء اور عسکری حکام پر لٹائی جا رہی ہے۔ حکومت اور حالات پر عدم اعتماد کے باعث یہ لوگ اپنی دولت افغانستان سے باہر بینکوں میں جمع کر رہے ہیں۔ اس طرح سے افغانستان کا سرمایہ باہر جا رہا ہے اور اس کا فائدہ بھی بیرونی لوگ اٹھا رہے ہیں۔ زراعت اور کاشت کاری کی مد میں ان کے تعاون کی تازہ مثال یہ ہے کہ انہوں نے کھیتوں پر کیمیائی مواد چھڑک کر نہ صرف کاشت کاری کے میدان میں افغانوں کو مزید احتیاج کی جانب دھکیلا، بلکہ اس طرح سے افغانوں کو بڑے طبّی بحران کی جانب بھی دھکیلا گیا، تاکہ بیماری اور غربت کے باعث افغان مزید غلامی پر مجبور رہیں۔ کابل انتظامیہ کے دونوں رہنما اب بھی نہیں جانتے کہ ان کے مغربی آقا افغانستان کے نوجوانوں کو خطے سے نکلنے کے لیے کیوں مجبور کر رہے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ صاحب حیثیت افغان نوجوان خود کو سمندر کی لہروں کی نذر کر دیتے ہیں، مگر وہ پچیس ہزار ڈالر جو ان سے انسانی سمگلر لیتے ہیں، اسے افغانستان میں کاروبار پر خرچ نہیں کرتے؟

یہ سب وہی اسباب و عوامل ہیں، جو ہمیں مسلسل اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ انقلاب اور مکمل تبدیلی تک اپنا جہاد جاری رکھیں۔ بہار کا موسم زمین سے لے کر فضا تک اپنی مسحور کن تبدیلی لا کر ہمیں بتانا چاہتا ہے کہ اگر مضبوط عزم ہو تو سب کچھ بہت آسانی سے بدل سکتا ہے۔ بہار نے ہمیں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اس سرزمین کو آباد کرنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ وہ یہ کہ ایک امیر کی قیادت میں متحد رہ کر انقلاب کی جانب مثبت قدم اٹھائیں۔

برسلز حملے اصل عوامل، روک تھام کا حقیقی راستہ اور منفی ردعمل

شہید زوی

22 مارچ 2016 کو صبح 8 بج کر 50 منٹ پر خلاف توقع بیلجیم کے دارالحکومت برسلز کے بین الاقوامی ہوائی اڈے اور تین اہم ریلوے اسٹیشنز پر زوردار بم دھماکے ہوئے، جن میں 37افراد ہلاک اور 270 زخمی ہوگئے۔ یورپ کے قلب قلب پر ہونے والے ان منظم حملوں نے بظاہر برسلز، مگر درحقیقت پورے مغرب کو ہلا کر رکھ دیا۔ برسلز میں یہ حملے صالح عبدالسلام کی گرفتاری کے 4 روز بعد ہوئے۔ صالح عبدالسلام مراکشی نژاد فرانسیسی مسلمان ہے، جو پیرس کے حملوں میں زندہ باہر نکل آیا۔ فرانسیسی حکومت نے اسے پیرس حملوں کا دوسرا ماسٹر مائنڈ بتایا ہے۔ کہا ہے فرانسیسی حملہ آوروں کو ٹھکانے، حملے میں استعمال ہونے والی گاڑیاں، بم بنانے والے آلات اور حملے کے لیے مزید سہولیات اِس نے فراہم کی تھیں۔ حملے کے بعد وہ فرانس سے برسلز آیا تھا اور 18 مارچ تک تمام تر کوششوں کے باوجود پولیس اسے گرفتار کرنے میں ناکام رہی۔ بیلجیم کی پولیس کے مطابق وہ 4 ماہ تک یہاں خفیہ طور پر رہا اور 18 مارچ کو پولیس اسے مولن بیک نامی جگہ سے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

مولن بیک نامی علاقے میں بہت سے مراکشی مسلمان رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے 4 ماہ قبل فرانس میں جو حملے ہوئے، ان میں سے اکثر حملہ آوروں کا تعلق اسی علاقے سے تھا۔ بیلجیم مغربی یورپ کا سب سے چھوٹا ملک ہے۔ عالمی سیاست کے حوالے سے اس ملک کی شہرت اس لیے ہے کہ اس ملک کے دارلحکومت برسلز میں یورپی یونین کے اہم اداروں کے دفاتر موجود ہیں۔ سب بڑے فوجی اتحاد 'ناٹو' کا سب سے بڑا کمانڈ سینٹر بھی یہیں ہے۔ مغربی فوج اپنے ترقی یافتہ وسائل کے ذریعے انہی مقامات سے مشرق وسطی، وسطی ایشیا اور مغربی ایشیا کی نگرانی کرتی ہے اور اگر چاہے تو یہیں سے دوسرے ممالک پر حملے کرتی ہے۔

برسلز میں نیٹو کا مرکز ہونے کے علاوہ یورپی اتحاد کے مرکزی دفاتر بھی یہیں ہیں۔ اسے یورپ کا دل کہا جاتا ہے۔ یورپ کے قلب میں ہونے والے یہ منظم حملے ایسے سمجھے جاتے ہیں، جیسے پورے یورپ پر ہوئے ہوں ۔اسی لیے مسلم اور غیر مسلم تمام حکمرانوں نے اس کی شدید مذمت کی۔ فرانس کے حملوں کی طرح اس پر بھی مغربی رہنماؤں کا ردعمل بہت شدید تھا۔

برسلز حملوں کے بعد سکیورٹی اداروں کی توجہ سب سے زیادہ مولن بیک کی جانب تھی۔ یہاں 16 سرچ آپریشن ہوئے۔ اس علاقے میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، جن میں اکثر افریقی نژاد ہیں اور فرانسیسی زبان بولتے ہیں۔ فرانس حملوں کا ماسٹر مائنڈ ابو عواد جو 18 نومبر کو فرانس کے سینیٹ ڈینی علاقے میں سکیورٹی اداروں کے ساتھ ہونے والی ایک لڑائی میں شہید ہوگیا، اس کا تعلق مولن بیک سے تھا۔ پیرس کے حملوں میں شریک 3 بھائیوں کا تعلق بھی مولن بیک سے تھا۔ اس حملے کا دوسرا ماسٹر مائنڈ صالح عبدالسلام بھی اسی علاقے میں 4 مہینے روپوش رہا۔ 2004 میں میڈرڈ کے بم دھماکوں میں جو گروپ ملوث رہا، ان کا تعلق بھی مولن بیک سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ احمد شاہ مسعود پر جس مراکشی نوجوان نے فدائی حملہ کیا، اس کا تعلق بھی مولن بیک سے تھا۔ اب اس علاقے کے تمام رہائشیوں کو شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مغربی لوگ اس خطے کو "القاعدہ کا گھونسلہ" کہتے ہیں۔ یورپ کو یہیں سے حملوں کا خطرہ رہتا ہے۔

برسلز میں نیٹو کا مرکز ہونے کے علاوہ یورپی اتحاد کے مرکزی دفاتر بھی یہیں ہیں۔ اسے یورپ کا دل کہا جاتا ہے۔ یورپ کے قلب میں ہونے والے یہ منظم حملے ایسے سمجھے جاتے ہیں، جیسے پورے یورپ پر ہوئے ہوں۔ اسی لیے مسلم اور غیر مسلم تمام حکمرانوں نے اس کی شدید مذمت کی۔ فرانس کے حملوں کی طرح اس پر بھی مغربی رہنماؤں کا ردعمل بہت شدید تھا۔ صرف 4 ماہ کے میں ہی یورپ کے اس قدر محفوظ مراکز پر اتنے خطرناک حملے ہوئے، اس پر فرانس، بیلجیم اور دیگر یورپی رہنماؤں کا غم وغصہ قابل فہم ہے، مگر ان واقعات کے اثرات کن سرحدوں تک پہنچیں گے؟ یہ ہر ایک کے لیے عموماً اور مسلمانوں کے لیے خصوصاً انتہائی فکر کی بات ہے۔ شاید حملوں کا ہدف اپنی جرأت، بہادری، بہترین نظم وضبط، کامیاب منصوبہ

بندی، اہداف تک رسائی کے لیے قربانی کا جذبہ، اپنے مقاصد کے لیے پوری تیاری سے یہ ثابت کرنا ہو کہ یورپی یونین ترقی یافتہ تنظیم بھی ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ دوسرا ہدف یہ ہو سکتا ہے کہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ خوف پھیلانا اور دنیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کرایا جا رہا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلم نوجوانوں نے یہ دونوں اہداف حاصل کر لیے ہیں۔ منظم حملے کر کے انہوں نے پوری دنیا کو حیران کر دیا ہے اور صرف بیلجیم نہیں، بلکہ پورے مغرب میں شدید خوف پھیلا رکھا ہے۔ حملوں کے بعد پورے یورپ میں شدید سکیورٹی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں اور بیلجیم سے تقریباً ۹ ہزار کلومیٹر دور نیویارک میں بھی ہائی الرٹ کا حکم دیا گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ پوری دنیا کی توجہ اسی جانب تھی اور کئی دن تک میڈیا پر یہ موضوع زیر بحث رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلم نوجوانوں نے یہ دونوں اہداف حاصل کر لیے ہیں۔ منظم حملے کر کے انہوں نے پوری دنیا کو حیران کر دیا ہے اور صرف بیلجیم نہیں، بلکہ پورے مغرب میں شدید خوف پھیلا رکھا ہے۔ حملوں کے بعد پورے یورپ میں شدید سکیورٹی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں اور بیلجیم سے تقریباً ۹ ہزار کلومیٹر دور نیویارک میں بھی ہائی الرٹ کا حکم دیا گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ پوری دنیا کی توجہ اسی جانب تھی اور کئی دن تک میڈیا پر یہ موضوع زیر بحث رہا۔

ان اہداف کی حد تک تو یہ حملے کامیاب رہے، لیکن اگر ہدف یہ نہیں، بلکہ اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے بیلجیم کے ناروا سلوک سے اسے روکنا ہے تو میرے خیال میں یہ ہدف اس قدر جلد حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ بیلجیم بھی فرانس کی طرح اسلام دشمن ممالک کی پہلی صف میں ہے۔ ان صلیبی ممالک میں سے ہے، جہاں اس طرح کے واقعات سے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہاں مقیم مسلمانوں کے خلاف قوانین مزید سخت ہو جاتے ہیں، جس کی زندہ مثال پیرس کے حملے تھے۔ پیرس حملوں کے بعد امریکا اور پورے مغرب میں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تعصب میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو شک کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ مجاہدین سے تعلق اور رابطے کے الزام میں بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ دین دار مسلمانوں کے گھروں کی تلاشیاں لی جا رہی ہیں۔ میڈیا کے ذریعے پوری مغربی دنیا کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ جیسے پیرس کے حملہ آوروں نے دنیا کے تمام مسلمانوں کی نمائندگی کی ہو اور تمام مسلمان اس واقعے میں شریک ہیں۔

عالمی میڈیا پر قابض یہودی مغرب میں اپنی کمی اور مسلمانوں کی تعداد میں تیزی سے اضافے پر شدید پریشانی کا شکار ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کے ساتھ مغرب کی نفرت بڑھانے اور یورپ میں اسلام کی اشاعت کا راستہ روکنے کے لیے مسلسل ناپاک منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ بہت طریقوں سے مغرب کے متعصب پادریوں اور سیکولر رہنماؤں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اسی لیے مغربی میڈیا پر قابض یہودی دنیا بھر میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر پردہ ڈالتے ہیں، مگر اس کے برعکس اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بہت زہریلا اور منفی پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اسلام کو دنیا کے سامنے ایک متشدد، پس ماندہ اور ظالم و جابر دین کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے، جو اپنے ماننے والوں کو صرف انسانوں کا قتل سکھاتا ہے۔ کسی پر رحم کرتا ہے، نہ اس میں انسانوں کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے اور نہ اس میں انسانیت کا احترام ہے۔ ہر مسلمان کا اس پر کامل یقین ہونا چاہیے کہ امریکا اور اس کے صلیبی اتحادیوں کی وحشت کا واحد علاج رواں مقدس جہاد ہی ہے۔ ہم امریکا اور مغربی دنیا سے کسی خیر کی توقع نہیں رکھتے اور نہ ہمیں یہ امید ہے کہ اسلامی دنیا پر مسلط کٹھ پتلی حکام مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف جرأت بھرا مؤقف اختیار کریں گے۔ دنیا بھر کے مخلص مسلمانوں کی نگاہیں افغانستان میں مغربی جارحیت پسندوں کے خلاف جاری جہاد پر مرکوز ہیں۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ افغانستان میں جس اژدھے کا سر کچلا جا رہا ہے، اس سے تمام دنیا کے مسلمانوں کے مسائل حل ہوں گے۔ اللہ تعالی نے افغانستان میں اس سانپ کا سر کچلنے کا بہترین موقع دیا ہے۔ امریکا یا برطانیہ پہنچنا اور ان سے انتقام لینا بہت مشکل تھا، مگر اب یہ افغانستان میں بہت آسان ہو گیا ہے۔

بیلجیم میں صالح عبدالسلام کی گرفتاری کے بعد رد عمل کے طور پر اس ملک میں کسی آسان ہدف پر حملے کے خطرات پیدا ہو چکے تھے، مگر اس قدر منظم اور خطرناک حملوں کی توقع کسی کو بھی نہیں تھی۔ مغربی تجزیہ کار کہتے ہیں: صالح عبدالسلام کی گرفتاری کے بعد بھی ایسے منظم حملوں کا ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حملہ آوروں کے حوصلے بہت بلند ہیں اور اپنے اہداف تک رسائی کا ان کا عزم بہت پختہ ہے بیلجیم حکام کہتے ہیں: انہیں معلوم تھا کہ صالح عبدالسلام کی گرفتاری کے بعد رد عمل میں اس طرح کے حملے ہوں گے۔ لوگ تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ اس قدر

اندازہ ہونے کے باوجود بیلجیم حکومت اس حملے کو روکنے میں ناکام کیوں رہی؟ عسکری امور کے ماہرین کے لیے اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ پورے مغرب کا جاسوسی نیٹ ورک کوششوں کے باوجود اپنے مرکز میں حملوں کو روکنے میں کیوں ناکام رہا؟

برسلز کے یہ حملے گذشتہ 4 ماہ کے دوران دوسرا بڑا حملہ ہے، جو یورپ میں ہوا ہے۔ چارلی ہیبڈو پر ہونے والا حملہ بھی اس کے ساتھ جوڑ دیا جائے تو یہ ایک سال سے بھی کم عرصے میں یورپ میں ہونے والا تیسرا بڑا حملہ تھا۔

ہیبڈو میگزین کی حمایت کے لیے پیرس میں بہت بڑا مظاہرہ ہوا، جس میں تین ملین سے زیادہ افراد نے شرکت کی۔ عالمی میڈیا نے پیرس کی تاریخ میں اسے سب سے بڑا مظاہرہ قرار دیا، جس کی قیادت مغرب اور دنیا کے دیگر 40 ممالک کے رہنماؤں نے کی۔ مظاہرے میں گستاخی کے لیے کارٹون اور خاکے بھی لائے گئے تھے جس کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ مغرب کا تعصب اور دشمنی دکھانا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پورے مغرب کو چارلی ہیبڈو کی طرح اس برے عمل کے بار بار دہرانے کی دعوت دینا تھا۔ اس عمل سے پورے دنیا کے مسلمان عموما اور مغرب میں رہنے والے مسلمان خصوصا شدید غم وغصے میں مبتلا ہوگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی رہنماؤں کی یہ حرکت انتہائی غیر ذمہ دارانہ تھی۔ ان میں سے کسی نے بھی ایسے عوامل اور محرکات کا تذکرہ نہیں کیا۔ ان میں سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ ان نوجوانوں نے اپنی زندگی کی قربانی کیوں اور کس مقصد کی خاطر دی؟!

یہ ایسا وقت تھا کہ پورا مغرب اور خصوصا فرانس ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچتا اور ایسے اقدامات کی روک تھام کے لیے فوری اقدامات اٹھاتا۔ مگر بدقسمتی سے مغرب نے ایسے واقعات کو روکنے کے لیے کوئی معقول قدم نہ اٹھایا، بلکہ تمام ایسے اقدامات کرڈالے، جس سے مزید نفرتیں پھیل گئیں اور مسلمانوں کی مزید ناراضی اور پریشانی کا باعث بن گئے۔ تمام مغربی رہنماؤں نے مسلمانوں کے خلاف اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کیا، سب نے بیک زبان ان حملوں کی مذمت کی، امریکا، برطانیہ، جرمنی، کینیڈا سمیت تمام مغربی ممالک نے اسی بات کا تکرار کیا کہ یہ حملے صرف فرانس پر نہیں ہوئے یہ ہم سب پر ہوئے ہیں۔ ہم سب فرانس کے ساتھ ہیں اور دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے۔

یہ بات مضبوط دلائل سے ثابت ہوچکی ہے کہ شام، عراق اور یمن میں فساد برپا کرنے میں بھی امریکا اور اس کے اتحادیوں کا ہاتھ ہے، جس کی وجہ سے خطے میں شیعہ سنی عملا مقابل ہوگئے۔ دن بدن علاقہ بدامنی کی جانب بڑھ رہا ہے۔ بڑی فرقہ وارانہ جنگ کے خطرات بڑھتے جارہے ہیں۔ سعودی عرب کی قیادت میں سنی ممالک بڑی فوجی مشقیں کررہے ہیں اور ایران ہر جگہ شیعوں کے دفاع کے لیے مداخلت اور اقدامات کر رہا ہے۔

گذشتہ ڈیڑھ عشرے میں امریکا اور اتحادیوں نے عراق، افغانستان، صومالیہ، مالی، لیبیا اور شام میں جنگوں، بڑے فضائی حملوں اور براہ راست جنگوں میں خواتین اور بچوں سمیت لاکھوں بلکہ ملین بے گناہ مسلمان ہلاک ہوگئے۔ گذشتہ 7 عشروں میں امریکا اور تقریبا پوری مغربی دنیا اسرائیل کے پشت پر کھڑی ہے۔ غیر مشروط طور پر ان کے ہر ظلم کی حمایت کی جاتی ہے۔ فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے خلاف اسرائیلیوں کی ہر وحشت کو اس کا دفاع کہا جاتا ہے۔ یہی امریکا ہے، جس نے اقوام متحدہ میں اسرائیل کے حق میں ویٹو کا حق سب سے زیادہ استعمال کیا ہے اور وہ بھی اسرائیل کے ناروا مظالم کی تائید میں۔ دنیا جانتی ہے کہ تین عشرے قبل 1982 میں لبنان کی سرزمین پر فلسطینی مہاجرین کی شتیلا اور صابرہ کے کیمپوں میں وحشی اسرائیلیوں نے 4 ہزار فلسطینیوں کو شہید کر دیا۔ یہ بہت بڑا عوامی قتل عام تھا۔ یہ اتنا بڑا سانحہ تھا کہ مسلم تو مسلم وہ غیر مسلم تجزیہ کار اور مبصرین، جنہیں تھوڑی سی بھی غیر جانب داری اور انصاف کی ہوا لگی ہے، وہ آج بھی اس کا ذکر کرتے ہیں اور اسے انسانیت پر بہت بڑا ظلم قرار دیتے ہیں۔ مگر امریکا نے نہ صرف اسرائیل پر ظلم کے الزام کو مسترد کیا، بلکہ اسرائیل پر عالمی دباؤ کا شدت سے مقابلہ کیا۔ اس وقت کے اسرائیلی وزیر دفاع ایریل شیرون کو اس بڑے جرم سے بری قرار دے دیا۔

غزہ کے بے گناہ، بے دفاع، نہتے اور بے سہارہ لوگوں، خواتین اور بچوں کے قتل عام کو کس دلیل اور منطق کی بنیاد پر اسرائیل کا دفاع کہا جاتا ہے۔

امریکا اسرائیلیوں کے ہاتھوں بچوں اور خواتین کے قتل عام کو دفاع کہتا ہے اور اسرائیل کو اس دفاع کا حق دیتا ہے تو فلسطینیوں کو کیوں اپنے دفاع کا حق نہیں دیا جاتا؟

یہ بھی امریکا اور مغرب کا بہت بڑا جبر اور ظلم ہے کہ صرف اسرائیل کے تحفظ اور اسرائیل کی راہ سے رکاوٹ ہٹانے کے لیے پورے مشرق وسطیٰ میں منظم حکومتیں گرائی گئیں۔ لوگوں کی خوش حال اور پر سکون زندگی کو بدامنی، دربدری، غربت اور غموں سے بھر دیا گیا۔ ہر ملک داخلی جنگ کے بھڑکتے شعلوں کی لپیٹ میں ہے۔ ہر ملک کئی حصوں میں تقسیم ہونے کو ہے۔ دنیا کے باشعور اور اقوام کے عروج و زوال سے واقف لوگ مسلسل امریکا اور مغرب کو خبردار کر رہے ہیں کہ عقل سے کام لے اور دہشت گرد اسرائیلیوں کا دفاع چھوڑ دے۔ بلا کسی تاخیر کے افغانستان اور مشرق وسطیٰ سے اپنے اور اتحادی فوجیوں کے انخلا کے احکامات جاری کرے۔ اس کے لیے فوری منصوبہ بنائے۔

اس حساس دور میں مغربی عوام کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے جارحیت پسند مادہ پرست رہنماؤں کے خلاف آواز اٹھائیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نام پر اسلام دشمنی اور موجودہ پالیسی کے برے انجام دے سے ڈرائیں۔ ایسا کریں گے تو اپنے ممالک کو کسی حد تک پر امن رکھنے میں کامیاب ہوں گے۔ وگرنہ مسلمانوں کے ردعمل کا یہ سیلاب ان کے گلی کوچے تک پہنچ سکتا ہے۔ پھر مغرب اس کا راستہ روکنے کی کوشش کرے گا، مگر کامیابی نہیں ملے گی۔ بہت سے معروف غیر مسلم تجزیہ کاروں اور مبصرین نے اصل حقائق کا اعتراف کیا ہے۔ انصاف کا راستہ اختیار کیا ہے اور بہت واضح الفاظ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جب تک یورپی ممالک امریکا کے ساتھ اتحاد میں افغانستان، عراق، شام اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک کے مسائل کا حل جنگ میں تلاش کریں گے، تب تک مغربی ممالک میں اس طرح کے حملے ہوتے رہیں گے۔ وہ بہت واضح طور پر کہتے ہیں: یورپی ممالک ان معاشرتی اور سیاسی عوامل کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں، جن کی وجہ سے یورپ میں پلنے بڑھنے والے نوجوانوں میں تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ اب یہ لوگ یورپ ہی میں لوگوں پر حملے کر رہے ہیں۔

یورپی ممالک کی یہ بہت بڑی غلطی تھی کہ انہوں نے امریکا کی جنگ میں حصہ لیا۔ صلیبی جنگ کا اعلان کوئی معمولی بات تو نہیں۔ یہ اس مسلمان قوم کے خلاف جنگ کا اعلان تھا، جس کی آبادی دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ اس قوم کے دلوں میں ایمان کی عظیم نعمت موجود ہے۔ اس عظیم نعمت سے بہرہ ور لاکھوں نوجوان اپنے دین، مسلمان بھائیوں اور بہنوں، اپنی سرزمین، دینی شعائر اور بڑی شخصیات کے دفاع کے لیے جان قربان کرتے ہیں۔ اسی قربانی کی بدولت بہت سے جارحیت پسندوں کو شرم ناک شکست سے دوچار کیا ہے۔ ماضی قریب میں انگریز استعمار اور سوویت یونین کی زندہ مثالیں موجود ہیں۔

امریکا اسلامی دنیا سے بہت زیادہ فاصلے پر واقع ہے، جس کی وجہ سے وہ خود کو مسلمانوں کی دست رسی سے محفوظ سمجھتا ہے، جب کہ درحقیقت وہ محفوظ نہیں ہے۔ مگر یورپ اسلامی دنیا کے بہت قریب واقع ہے۔ اس اتحاد میں شامل ہونے سے پہلے اسے سو بار سوچنا چاہیے تھا کہ پوری مسلمان قوم سے دشمنی کے لیے آستین چڑھانے اور میدان میں اترنے کا انجام کیا ہوگا! اپنی غلطی کا ادراک نہ کرنا یا غلطی پر قائم رہنا غلطی سے بڑی غلطی ہے۔ اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ یورپی ممالک بہت ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں، عقل سے کام لیں۔ غاصب امریکا کی دوستی چھوڑ دیں۔ تمام مسلمان عوام کے خلاف دشمنی پر مبنی پالیسی چھوڑ دیں۔ تمام مسلمانوں سے معافی مانگیں اور بلا کسی رکاوٹ اور تاخیر افغانستان سمیت پوری اسلامی دنیا سے اپنی فوج واپس بلائی جائے۔ اگر یورپ ایسا کرے تو شاید مسلمان نوجوانوں کے انتقام سے بچ سکے، ورنہ یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ برسلز کا واقعہ آخری نہیں ہوگا۔

شہادت خوشخبری اور سعادت

سباؤن افغان

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَن يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿ النساء ﴾

انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے، جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت خرید لیتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اُسے بڑا ثواب دیں گے۔

جہاد اسلام کے اہم فرائض میں سے ایک ہے۔ جہاد ایک ایسا عمل ہے، جس میں مسلمان کے لیے غلبہ یا شہادت دونوں میں کامیابی اور کامرانی ہے۔ احادیث میں جہاد کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے اور اسے اتنا اہم قرار دیا گیا ہے، جس طرح اونٹ کے جسم میں کوہان اہم ہے۔ کیوں کہ جس طرح کوہان کے بغیر اونٹ کا زندہ رہنا محال ہے، بالکل اسی طرح جہاد کے بغیر اسلام کی بقا بھی مشکل ہے۔ جہاد کا راستہ آغاز سے انجام تک بھوک و پیاس، تکالیف، قید و بند اور شہادتوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس راہ کو سفر کے لیے متعین کرنے والا ہر شخص ابتدا سے ہی شہادت کے لیے ذہنی طور پر تیار ہوتا ہے۔ اگر وہ اس راہ میں شہید ہوتا ہے تو بھی اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے اور اگر دشمن پر غالب آتا ہے تو بھی اپنے ہدف تک پہنچ چکا ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جو پہلے دن سے ہی شہادت کی موت کے لیے اس راہ پر سفر کا آغاز کر چکے ہوں، ان کو موت سے ڈرانا پاگل پن نہیں تو کیا ہے۔

حکومتی اہل کاروں کی حقیقت یہ ہے کہ وہ کبھی اس پاک راہ میں نکلے نہیں ہیں۔ اس لذت کا اندازہ صرف وہ لوگ کر سکتے ہیں، جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے دشمنانِ اسلام کے ساتھ براہِ راست لڑائیوں اور دوسری تکنیکی کارروائیوں میں حصہ لے چکے ہوں۔ ہمارے فدائی مجاہدین ایک ایسے معرکے سے جس کا اختتام ان کی شہادت پر ہوتا ہے، اُن کی اپنے ساتھیوں کے ساتھ فون پر ہونے والی گفتگو ریکارڈ پر موجود ہے، جس میں فدائی مجاہدین کا لہجہ اور بلند حوصلہ دیکھ کر عقل دھنگ رہ جاتی ہے۔ جب کہ دوسری جانب باطل صف کے کٹھ پتلی جنگجوؤں کے ٹیلیفونک رابطوں کی گفتگو بھی مجاہدین نے ساری دنیا کو سنوادی ہے۔ یہاں ان اہل کاروں کے مرنے کا خدشہ نہایت کم ہوتا ہے، لیکن ان کی گالیوں، فریاد اور رونے کی آوازوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ان پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

اکیسویں صدی کے مخبوط الحواس مفکرین مجاہدین کو شہادت سے خوف زدہ کرنے کی کوشش میں ہیں، لیکن انہیں کیا پتہ کہ تختہ دار پر کھڑا نوجوان اس ہدف کے لیے کتنا تڑپتا رہا ہے۔ انہوں نے اس ہدف تک پہنچنے کے لیے کتنی تکالیف برداشت کی ہیں۔ اگر شہادت کی قدر اور راہِ حق کے مجاہد کی شہادت سے محبت اور شوق کا شیطانی لشکر کے کارندوں کو علم ہوتا تو کبھی کسی مجاہد کو شہید نہ کرتے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ دشمن کو اللہ تعالیٰ نے ان عظمتوں سے لاعلم رکھا ہے۔ اس لی ہم اپنی آخری خواہش شہادت تک باآسانی پہنچ جاتے ہیں۔ ہم بزدل دشمن کو ایک مرتبہ پھر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ تمہاری پھانسیوں کا سلسلہ ہمیں بغیر کسی انتظار کے اپنے ہدف تک پہنچنے میں مدد فراہم کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔

اس سے تمہاری حکومت رب کے قہر کی مستحق ہوگی اور ان شاءاللہ تمہارے افراد ڈاکٹر نجیب کی طرح ہمارے ہاتھوں کابل کی شاہراہوں پر پھانسی کے پھندے پر جھول رہے ہوں گے۔ اس کے علاوہ قیامت کے دن اللہ کا سخت اور دردناک عذاب تمہارا منتظر ہے۔

اتحاد کی اہمیت اور ضرورت

سید شریف

تمام لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اتحاد میں قوت ہے۔ اتحاد کامیابی کا زینہ ہے۔ اتحاد میں دشمن کی شکست اور منافقین کی ذلت ہے۔ سب سے اہم یہ کہ اتحاد اللہ تعالیٰ کی نصرت کا سبب ہے۔ حکومتوں، تحریکوں، معاشروں اور حتیٰ کہ خاندانی اتحاد کے ہوتے ہوئے دشمن کے بڑے منصوبے خاک میں مل جاتے ہیں۔ ان کی کوششیں ضایع ہوتی ہیں، لیکن اگر باہم اتحاد نہ ہو تو کمزور دشمن بھی اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ تجربات اور مشاہدات سے ثابت ہوا ہے کہ فتح اور کامرانی کی بڑی وجہ اتحاد ہے۔ جو کسی کو مختصر اور آسان راہ سے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ اتحاد دشمن کی راہ میں بڑی رکاوٹ اور شہداء، اسیروں، یتیموں اور مظلوم عوام کی امیدوں کا محور و مرکز ہے۔ اختلاف مسلمانوں کی سرزمین کے غصب ہونے کے لیے راہ ہموار کرتا ہے جو بالآخر مسلمانوں کو کفار کا غلام بناتا ہے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ چند دین دار افراد شعوری طور پر مسلمانوں اور خصوصاً مجاہدین کے درمیان اختلافات کو ہوا دینے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ اس مسئلے پر تقاریر اور نام نہاد فتوے دے کر اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں، لیکن زبانی طور پر اتحاد کا نعرہ لگاتے ہیں۔ عجیب بات یہ کہ وہ اپنی جدوجہد کو امن وامان کی بحالی اور مذاکرات کا نام دے رہے ہیں۔ فیا للعجب! کیا اِن لوگوں کو قرآن وحدیث کی ان آیات اور مضامین کو نظر نہیں آتیں، جو مسلسل اتحاد واتفاق کی تاکید اور اس کے ثمرات بیان واضح کر رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

''وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَلاتَفَرَّقُوا''

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتحاد کا حکم دیتے ہیں اور اختلاف سے منع فرماتے ہیں۔ جو لوگ مجاہدین کے درمیان اختلافات کا بیج بوتے ہیں، وہ دنیا میں ذلت اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے اس مبارک فرمان 'ولاتفرقوا' کی خلاف ورزی پر سزا کے لیے تیار ہو جائیں۔

''إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنۡيَانٌ مَرۡصُوصٌ''

اللہ تعالیٰ کی محبت ان لوگوں کے ساتھ ہے، جو اللہ عزوجل کی راہ میں متحد ہو کر جہاد کرتے ہیں۔ اختلاف نہیں کرتے اور تفرقہ بازی کا راستہ روکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے اپنے قول وفعل کا خیال رکھتے ہوئے شعوری یا غیر شعوری طور پر 'ولاتفرقوا' کے مبارک فرمان کی خلاف ورزی نہ کریں، تاکہ خدانخواستہ اس عمل سے ہم دنیا اور آخرت کے بڑے نقصان سے دوچار ہو جائیں۔ قرآنی نصوص کا اتحاد کے بارے میں ایسے واضح احکامات اور اصرار سے ثابت ہوتا ہے کہ اتحاد میں دنیوی فتح اور اخروی سعادت کا راز پوشیدہ ہے۔

جہادی تحریک کی کامیابی کا راز

موسیٰ فرہاد

ہمارا مبارک دین اسلام اپنے پیروکاروں کو ایسی تعلیم دیتا ہے، جس کی تعمیل میں دنیا اور آخرت کی زندگی کی کامیابی پوشیدہ ہے۔

اللہ تعالی کے عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضًا'' (بخاری ومسلم)

ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے مضبوط دیوار کی طرح ہوتا ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو سہارا دے کر مضبوط بناتا ہے۔

اخوت، بھائی چارہ اور محبت کسی بھی اسلامی تحریک کے لیے ایسی حیثیت رکھتا ہے، جیسے اینٹوں کی مضبوطی کے لیے سیمنٹ ہے۔ اگر اینٹوں کی دیوار میں سیمنٹ نہ لگایا جائے تو کوئی بھی اینٹ دوسری سے نہیں جڑے گی۔ ایسی دیوار معمولی دباؤ سے بھی گر جائے گی۔ اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں اسلامی معاشرے کو ایک جسم سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کے ایک حصے میں درد ہو تو پورے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ، وَتَرَاحُمِهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى''

(اخرجه البخاري ومسلم عن النعمان بن بشير)

یعنی محبت اور رحم دلی کے معاملے میں مؤمنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے، جس کے ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو پورا جسم بے چین ہوتا ہے۔

تاریخ اسلام ایثار اور قربانی کے ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے، انسانی تاریخ جن کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جب کہ مادہ پرست لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسلامی تحریک کے افراد میں ایسی محبت اور بھائی چارے، ایثار اور قربانی کا موجود ہونا اس بات کا ضامن ہے کہ یہ صف ہر طوفان کا پوری بہادری سے مقابلہ کر سکتی ہے۔ کسی دشمن کی کوئی سازش ان کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ مجاہدین کی ہمت ہے کہ وہ اللہ تعالی کی راہ میں دن رات تکالیف اور پریشانیاں اٹھا کر اسلام دشمنوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ چوں کہ جہاد مامور بہ احکام میں اہم عبادت ہے۔ جہاد اسلامی احکام کی تنفیذ اور دفاع کا اہم ذریعہ ہے اور اسلامی شریعت کا بڑا رکن ہے۔ اگر ہم واقعتا چاہتے ہیں کہ اسلام کا یہ رکن صحیح طریقے سے انجام دیں اور اس طریقے سے جہادی مقاصد کی تکمیل کریں تو ہمیں اللہ تعالی کے احکامات کے مطابق درجہ ذیل چند امور پر توجہ دینا ہوگی۔

اپنی صفیں متحد رکھیں اور ہر طرح کے اختلاف اور تفرقے سے پاک رہیں۔

یہ اس لیے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم کی بہت سے آیتوں میں صف کے اتحاد پر زور دیا ہے۔ یہاں تک کہ 'الصف' کے نام سے ایک مکمل سورۃ نازل کی ہے۔ اس سورۃ میں سب سے زیادہ جہادی صف کے اتحاد پر زور دیا گیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ (4)

قرآن کریم کی متعدد آیات میں مسلمانوں کو آپس کا اتحاد مضبوط کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور انہیں اختلاف سے منع کیا گیا ہے۔

''وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا''

سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو، آپس میں تفرقہ مت ڈالو اور اپنے آپ پر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے، پس اس نے تمہارے درمیان محبت پیدا کی اور تم لوگ اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔

معلوم ہوتا ہے جہاد کے لیے آپس کا اتحاد انتہائی ضروری ہے۔ اس کی اسلام میں خاص اہمیت ہے۔ اگر صف متحد نہ ہو تو نہ صرف یہ کہ کامیابی کا کوئی موقع نہیں ملتا، بلکہ صف کا تفرقہ ایک اور بڑا فتنہ اور بدترین شکست کا سبب ہے۔ اس کی اچھی مثال افغانستان میں روسیوں کے خلاف مجاہد تنظیموں کی زیادہ تعدد اور اس کے نتیجے میں ملنے والی ناکامی ہے۔

اپنے مؤقف اور پالیسی پر ثابت قدم رہیں۔

اللہ تعالی نے سورۃ انعام کی 150 ویں آیت مبارکہ میں فرمایا: ''وَأَنَّ هٰذا صِراطی مُستَقیماً فَاتَّبِعُوهُ وَلاتَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ''

یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ اس کی پیروی کرو اور غلط راستوں پر مت چلو، جو تمہیں تقسیم کر دیں اور سیدھی راہ سے ہٹادیں۔

اسی طرح سورہ ہود میں ہے:

''فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (112)''

عام طور پر مسلمان اور خصوصا مجاہدین اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنی راہ پر ثابت قدم رہیں۔ کیوں کہ راستہ بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا راستہ چھوڑ کر دیگر ایسی راہوں میں پڑ جائیں، جو شیطانی راستے ہیں۔ شیطان کے راستے پر چلنے سے شکست یقینی ہے۔ دنیا اور آخرت میں ذلت کا سامنا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے ہمارے پاس بہت سی مثالیں ہیں۔ روسیوں کے خلاف بہت لوگوں نے جہاد کیا، مگر افسوس کہ اپنے مقصد سے انحراف کی وجہ سے کفار کے ساتھی ہو گئے۔ یقیناً یہ مسلمان کے لیے ذلت کا باعث ہے۔ کفار کی صف میں کھڑا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ رسوائی اور ذلت کا شکار ہونے والے ہیں۔

نظم وضبط، ڈسپلن اور ہم آہنگی کا خیال رکھنا:

اس اصول کو اسلام سمیت تمام تہذیبوں میں بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے:

''إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ''

ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے۔

اسی طرح ایک آیت میں فرمایا ہے:

''وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ''

جن لوگوں نے حدود اور اصولوں سے تجاوز کیا، وہی ظالم ہیں۔

مطلب یہ کہ اللہ تعالی نے تمام مخلوقات کو ایک خاص نظم اور ڈسپلن میں پیدا کیا ہے۔ اگر اللہ تعالی کے نظم اور حدود سے تجاوز کیا گیا تو اس سے مخلوق کے نظم کی تشکیل میں بے ترتیبی اور بے اتفاقی آئے گی۔ اللہ تعالی اس طرح سے اپنے بندوں کی بھی رہنمائی فرما رہا ہے کہ آپ بھی اپنا نظم وضبط تیار کریں، تاکہ ہماری زندگی میں کوئی بے ترتیبی اور ہنگامہ نہ آئے۔ اسلام کی راہ میں لڑنے والے مجاہدین اس اصول کی پیروی ضرور کریں۔ سب سے زیادہ نظم وضبط، کنٹرول اور ڈسپلن کی ان کو ہی ضرورت ہے۔ آج کل دنیا میں جہاں بھی جارح دشمن کے خلاف مزاحمت جاری ہے، دیکھنے میں آتا ہے جہاں قیادت ایک ہو اور نظم وضبط کا خیال رکھا جاتا ہو، وہاں اس کے نتائج اچھے نکلتے ہیں اور دشمن اپنے جارحانہ عزائم میں ناکام رہتا ہے۔ اس کی بہترین مثال افغانستان ہے، جہاں ڈیڑھ عشرے کی اس طویل مزاحمت میں ایک قیادت کی برکت سے کفار کا بڑا اتحاد تاریخی شرمندگی اور رسوائی کا شکار ہو گیا ہے۔ جن ممالک میں جہاں جارح قوتوں کے مقابلے پر مزاحمت مختلف قیادتوں میں تقسیم ہو، وہاں کامیابی کے امکانات معدوم ہیں، بلکہ وہاں آپس کے اختلافات کے شکار ہیں اور مجاہدین کو مشکلات کا سامنا ہے۔

> **تاریخ اسلام ایثار اور قربانی کے ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے، انسانی تاریخ جن کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جب کہ مادہ پرست لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسلامی تحریک کے افراد میں ایسی محبت اور بھائی چارے، ایثار اور قربانی کا موجود ہونا اس بات کا ضامن ہے کہ یہ صف ہر طوفان کا پوری بہادری سے مقابلہ کر سکتی ہے۔ کسی دشمن کی کوئی سازش ان کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتی۔**

صبر، تقوی اور توکل اختیار کریں:

''إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ'' (الزمر:10)

بے شک صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کی وجہ سے بے شمار نیکیاں دی جاتی ہیں۔

یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں، جو مؤمن کے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی سمجھی جاتی ہیں۔ مصائب پر صبر، خود کو مفاسد سے روکنا، انسانی تدبیر کے بعد اللہ تعالی کی ذات پر توکل کرنا انسان کو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

''وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجاً ، وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ، وَمَن

يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ، إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ، قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا''

جو شخص اللہ تعالی سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالی اسے ہر تنگی میں راستہ دکھاتا ہے۔ اسے اس راستے سے رزق مہیا کرتا ہے، جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ جو اللہ پر توکل کرے، اس کے لیے اللہ کافی ہے۔ بے شک اللہ تعالی اپنے کام کو پورا کرنے والا ہے، مگر ہر کام کے لیے اپنا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

(الطلاق)

اسی طرح ایک اور ارشاد پاک ہے:

''وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ''

(الانفال:26)

تم وہ وقت یاد کرو، جب تمہاری تعداد کم تھی اور تم ڈر رہے تھے کہ لوگ تمہیں مٹا ڈالیں گے، پس اللہ تعالی نے آپ کو اپنی نصرت اور پناہ دی ہے۔ حلال اور پاک اشیاء سے رزق دیا ہے، تمہیں چاہیے اس کا شکر ادا کرو۔

مذکورہ بالا آیتوں سے واضح ہے کہ نجات اور فلاح کا راستہ صرف اور صرف اللہ کا خوف ہے۔ اس کی جانب سے امتحانی مشکلات پر برداشت اور اسی کی ذات پر خالص توکل اور اعتماد کرنا ہے۔ اگرچہ دشمن کی جانب سے تم لوگ کبھی کمزور کر دیے جاؤ گے۔ مایوس کر دیے جاؤ گے۔ مگر پھر وہی اللہ تعالی تمہارے لیے نجات کا راستہ کھول کر دے گا اگر تم اس پر یقین رکھو۔

شعوری اور عملی اطاعت کرنا:

جہاد میں امیر کی اطاعت بنیادی ضروری چیزوں میں سے ہے۔ جمہور فقہاء کی نظر میں امیر کی موجودگی اور اس کی اطاعت جہاد کے لیے حتمی اور بنیادی شرط ہے۔ اسلام کے دوسرے خلیفہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

''لَا إِسْلَامَ بِلَا جَمَاعَةٍ، وَلَا جَمَاعَةَ بِلَا أَمِيرٍ، وَلَا أَمِيرَ بِلَا طَاعَةٍ''

جماعت کے بغیر اسلام نہیں آسکتا اور نہ جماعت امیر کے بغیر موجود ہو سکتی ہے۔ نہ امیر کو اس وقت تک امیر سمجھا جا سکتا ہے، جب تک اس کی اطاعت نہ کی جائے۔

امیر کی اطاعت کے حوالے سے اللہ تعالی کا واضح حکم موجود ہے:

''وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ''(الانفال،46)

اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو، آپس میں مت لڑو، جس سے منتشر ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر کرو، بے شک اللہ تعالی ان لوگوں کی مدد کرتا ہے، جو صبر کرتے ہیں۔

اسی طرح امیر کی اطاعت کو احادیث میں بھی انتہائی ضروری قرار دیا گیا ہے:

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: - مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ يَعْصِنِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي'' (رواہ مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔

اطاعت کا مطلب یہ نہیں کہ محض ٹھیک حالات میں اطاعت کرے اور مشکلات میں کہیں میں چھپ جائے۔ شریعت نے اسے ہر حال میں لازم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

''السمع والطاعة على المرء فيما أحب وكره''

حکم کا سننا اور فرماں برداری کرنا ہر حال میں آدمی پر لازم ہے، خواہ اسے پسند ہو یا نہ ہو۔

عبادات پر خاص توجہ دیں:

چوں کہ مسلمان کسی بھی وقت فرض عبادات کو نہیں چھوڑ سکتا، اگر چھوڑ دے تو اس کے ایمان کے ضایع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ مگر جس شخص نے دین کے نفاذ کا ارادہ کیا ہو۔ اللہ تعالی کی راہ میں اپنی زندگی وقف کر رکھی ہو۔ اس کے لیے فرض عبادات کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات کا اہتمام انتہائی ضروری ہے اور نصرت اور ہزیمت کے بہت سے مواقع اس کے ساتھ لازم ہیں۔ اس حوالے سے بیت المقدس کے فاتح اسلامی دنیا کے ممتاز مجاہد صلاح الدین ایوبی کا ایک قول بہت

مشہور اور تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ کہا جاتا ہے ایک مرتبہ رات کو ایک خیمے پر آئے۔ دیکھا کہ اس میں لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں۔ صلاح الدین ایوبی نے فرمایا: ''من هنا يأتي النصر!'' نصرت یہیں سے آئے گی۔ اس جیسے عبادت گزار مجاہدین کی وجہ سے ہی اللہ تعالی ہم پر نصرت نازل فرمائیں گے اور ہم دشمن پر غلبہ پائیں گے۔ اس سے قبل ایک اور خیمے میں دیکھا کہ لوگ سو رہے ہیں، کوئی عبادت کرنے والا نظر نہیں آیا۔ انہوں نے کہا: ''من هنا تأتي الهزيمة'' شکست یہیں سے آئے گی۔ یعنی خدا تعالی کے ذکر اور عبادت سے غفلت ہی ہم مسلمانوں کی شکست کا سبب بنے گا۔

قرآن کریم میں اللہ کی راہ میں اپنی زندگی وقف کر دینے والوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

''تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا۔

(السجدة: 16)

یہ وہ لوگ ہیں، جن کے پہلوؤں کے بستروں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے رب سے خوف اور امید کے ساتھ دعا مانگتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ جہاد میں کامیابی اور نصرت کا بڑا ذریعہ نفلی عبادات پر منحصر ہے۔ مجاہدین کو اس حوالے سے خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

کاموں میں مشورہ اور تدبیر کو اختیار کرنا:

اللہ تعالی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورے کا حکم دیا ہے:

''وشاورهم في الأمر''

آپس کے معاملات کو مشورے سے حل کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالی نے تعریفی انداز میں فرمایا ہے:

''وأمرهم شورى بينهم''

اللہ تعالی نے ان بندوں کو اپنا مخلص اور سچا بندہ کہا ہے، جو آپس کے معاملات باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں۔ مشورہ کام کو آگے بڑھانے کا سب سے بہترین طریقہ ہے۔ عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے (مَن سَاءَ تدبِيرُه، تعَجَّل تدمِيرُهُ) جس کی تدبیر اچھی نہ ہوگی، گویا اس نے اپنی ہلاکت کا بیڑہ خود اٹھایا ہے۔ اگر کوئی شخص مشورے اور منصوبے کے بغیر کام کرے گا یا تدبیر تو ہو مگر ادھوری ہو تو اس کا مطلب ہے، اس نے اپنی ہلاکت، تباہی اور ناکامی کے اسباب ڈھونڈ لیے ہیں۔ پانچویں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کہتے ہیں:

لأن أخطئ وقد استشرت؛ أحب عندي من أن أصيب وقد استبددت برأيي۔

اگر میں کوئی غلط کام مشورے سے کروں تو مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں بغیر مشورے سے کسی کام میں کامیاب ہو جاؤں۔ اس حوالے سے ایک عرب عالم نے لکھا ہے:

''السلامة في التأني والندامة في العجلة. فالتأني هو التدبير والمشاورة، وأما العجلة فهي الاستبداد والأخذ بالرأي وعدم المشاورة والتفكر في الأمر)

اطمینان میں سلامتی ہے اور جلد بازی میں پشیمانی ہے۔ تدبیر اور مشورے کے کا مطلب ہی اطمینان بخش صورت حال کو پیدا کرنا ہے۔ اور جلد بازی کا مطلب ہے کہ کسی بھی کام کو بغیر مشورے کے اپنی زور آوری کی بنیاد پر کیا جائے۔

جب سے امارت اسلامیہ کی کاروبار میں نظم ونسق آیا ہے اور کام اچھی تدبیر اور مشورے سے ہونے لگے ہیں تو اس کے نتائج بھی اچھے آ رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے اگر امارت اسلامیہ کے مجاہدین مذکورہ بالا تمام اصولوں کی رعایت رکھیں گے تو یہ بات یقینی ہے کبھی بھی نصرت، رحمت اور بخشش سے محروم نہیں کریں گے۔

❁ ❁ ❁

شہید قاری ضیاء الدین فاروق کی زندگی اور جہادی خدمات

عبدالرؤف حکمت

یہ 2010ء کے ابتدائی ایام کی بات ہے، جس میں امریکی جارحیت پسندوں کے خلاف جہادی کارروائیاں عروج پر تھیں۔ یہی وہ سال تھا، جسے امریکی جارحیت پسندوں نے اپنے لیے سب سے زیادہ خون ریز کہا تھا۔ میں نے اپنی صحافتی ذمہ داری کے تحت ارادہ کیا کہ صوبہ فاریاب کے جہادی مسئول کا انٹرویو کروں۔ دیار ہجرت میں ایک کچے گھر کے دروازے پر دستک دی، کچھ دیر بعد میزبان باہر آئے۔ سلام دعا کے بعد اندر جانے کے لیے وہ رہنمائی کرتے ہوئے مجھے ایک بوسیدہ کمرے میں لے گئے۔ کمرے میں درمیانے قد کا خوبرو نوجوان بیٹھا تھا۔ بہت گرم جوشی سے ہاتھ ملایا۔ ایک ہاتھ پر زخم ہونے کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہاں بیٹھے دیگر ساتھیوں سے میں نے فاریاب کے جہادی مسئول کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون ہیں تو انہوں نے اسی خوبرو نوجوان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ قاری صاحب ہیں۔

> آپ کی رہنمائی میں فاریاب کے مختلف علاقوں میں دشمن پر لاتعداد تباہ کن حملے ہوئے، جن کے نتیجے میں ضلع اندخوئی کے گورنر اور آئی جی پولیس اسی طرح شیرین تگاب کے پولیس سربراہ سمیت دشمن کے متعدد اعلیٰ عہدے دار ہلاک ہوگئے۔ 2010ء میں مجاہدین کے زیرِ قبضہ علاقوں میں اتنی وسعت آئی کہ مجاہدین نے دولت آباد، شیرین تگاب، خواجہ موسیٰ، المار، قیصار، چھلگزی، گورزوان، بلچراغ اور لولاش اضلاع میں بہت سے علاقوں پر اپنا پرچم لہرا دیا۔

قاری صاحب کے ساتھ طویل گفتگو ہوئی۔ آپ ان افراد میں سے تھے، جو پہلی ہی ملاقات میں کسی کے دل میں گھر کر جاتے ہیں۔ نہایت متواضع، مؤدب اور جہاد کا سچا اور محاذ پر جان لڑا دینے والا مجاہد، جس نے اپنا تن من سب کچھ اللہ کے دین کی سربلندی اور کفار کی شکست کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ قاری صاحب سے اس پہلی ملاقات نے مجھے اُن کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ مجھے یقین ہوا کہ اس تیس سالہ نوجوان کو اپنی عمر کی نسبت اللہ تعالی نے بڑے بڑے کارناموں کے لیے منتخب کیا ہے۔ جی ہاں! قاری ضیاء الدین افغانستان کے شمالی علاقوں خصوصاً فاریاب، سرِپل اور جوزجان میں صلیبی جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد کی بنیاد رکھنے والوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنی مخلصانہ کوششوں اور قربانی کے ذریعے جہاد کی شمع روشن کی۔ عوام کو جہادی فکر دے کر سیکڑوں نوجوانوں کو اس راہ کے لیے تیار کیا اور آخر میں خود بھی اس راہ میں جام شہادت نوش کیا۔ یہاں جہادی تاریخ کے اس گمنام سپوت کی زندگی اور جہادی کارناموں کا جائزہ لیتے ہیں، تاکہ ایک حقیقی اور مخلص مجاہد کی داستان حیات سے آگاہ ہو سکیں۔

تعارف:

قاری ضیاء الدین فاروق نے افغان کیلنڈر کے مطابق ۱۳۵۸ ش کو صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد کے توپ خانی گاؤں میں حاجی عبدالباقی کے گھر میں آنکھ کھولی۔ آپ کا تعلق ازبک قبیلے سے تھا۔ آپ کے والد اپنے قبیلے کے سربراہ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں توپ خانی میں مولوی شمس الدین کے مدرسے میں حاصل کی۔ پھر قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے ضلع شیرین تگاب کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا، آپ نے بہت کم عرصے میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ بعدازاں دینی تعلیم کے حصول کے لیے پاکستان تشریف لے گئے۔ پاکستان میں پشاور کے ایک مہاجر کیمپ میں ایک مدرسے میں کچھ عرصہ زیرِ تعلیم رہے، لیکن کچھ عرصہ بعد پنجاب کے ضلع رحیم یار خان تشریف لے گئے اور وہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام سے ایک مشہور مدرسے میں داخلہ لے کر دینی علوم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس وقت افغانستان میں امارت اسلامی کی حکومت تھی اور کابل کے شمال میں جنگ جاری تھی۔ قاری ضیاء الدین کم عمر ہونے کے باوجود جہاد کے لیے نکل

پڑے اور کابل پہنچ گئے۔ جہاد پر جانے والے مجاہدین میں اپنا نام لکھوانا چاہا، لیکن کم عمر ہونے کی وجہ سے انہیں جانے کی اجازت نہیں ملی۔ بعد ازاں قاری صاحب ہرات گئے اور وہاں فاریاب کے مشہور جہادی رہنما اور امارت اسلامی کے رہبری شوریٰ کے رکن مولوی عبدالرحمٰن سے گزارش کی کہ وہ انہیں جہاد میں حصہ لینے کی اجازت دیں۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب کہتے ہیں: 'قاری صاحب کو جہاد سے حد درجہ کی محبت تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی عمر امارت کی پالیسی کے تحت بہت کم ہے، اس لیے آپ کچھ انتظار کر لیں۔

قاری صاحب کہنے لگے کہ کہ جہاد کے لیے جرأت اور قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرے پاس یہ دونوں موجود ہیں۔ لیکن اجازت نہ ملنے پر انہوں نے ہرات میں دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ امریکا نے افغانستان پر جارحیت کی تو قاری صاحب اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑ کر جہاد کی راہ میں نکل پڑے۔

امریکا کے خلاف جہاد میں بنیادی کردار:

امریکی جارحیت کے بعد قاری صاحب ایک سال تک اپنے آبائی علاقے میں مقیم رہے۔ وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت جہادی تربیت کے لیے گھر کو خیر باد کہ گئے۔ آپ نے افغانستان اور پاکستان کے درمیان واقع دشوار گزار پہاڑی علاقوں میں قائم مجاہدین کیے تربیتی مراکز میں جہادی تربیت کا آغاز کیا۔ یہاں آپ کی ملاقات افغانستان کے صفِ اول کے مجاہدین سے ہوئی۔ یہاں آپ کا تعارف شہید قاری محمد طاہر فاروق سے بھی ہوا۔ قاری صاحب جہادی تربیت حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے جہاد کی دعوت عام کرنے کے لیے مختلف مدارس میں تشریف لے گئے، تاکہ مدارس کے طلباء، نوجوان نسل اور عام لوگوں کو جہاد کی فرضیت اور ضرورت سے آگاہ کریں۔ آپ کے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ اس وقت ہم ایک مدرسے میں زیر تعلیم تھے۔ قاری صاحب وہاں آتے اور طلباء کو جہاد کی دعوت دیتے تھے۔ آپ کے پاس ایک چھوٹا DVD پلئیر بھی ہوتا تھا، جس میں جہادی ویڈیو اور بیانات ہوتے تھے، جو آپ موقع کی مناسبت سے لوگوں کو دکھاتے تھے۔ قاری صاحب نے بعد میں اپنے آبائی ضلع دولت آباد کے نوجوانوں کو جہاد کی دعوت دی، جس کے نتیجے میں نوجوانوں کی بڑی تعداد جہاد کے لیے تیار ہو گئی۔

قاری صاحب نے گفتگو کے دوران اس علاقے میں جہادی کارروائیوں کے آغاز کے بارے میں بتایا کہ 'سب سے پہلے ہم نے یہاں جہاد کی دعوت دی۔ ہم گلی گلی اور گھر گھر جا کر لوگوں کو جہاد کی فرضیت سے آگاہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجاہدین راستے میں بیٹھ کر ہر آنے اور جانے والوں کو روک کر جہاد کی فرضیت اور اہمیت سے آگاہ کرتے۔ اس کام سے لوگوں کے دلوں میں مجاہدین اور جہاد سے محبت کی شمع روشن ہوئی اور مجاہدین پر اعتماد بڑھنے لگا۔ اس سے دشمن کے پروپیگنڈے دم توڑ گئے، جو سارا دن لوگوں کو بتاتے رہتے کہ یہ مجاہدین غیر ملکی ایجنٹ ہیں، لیکن لوگوں نے دیکھا کہ تمام مجاہدین اُنہی کے علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ مجاہدین کے شانہ بشانہ کفار اور ان کے معاونین کے خلاف برسرپیکار ہو گئے۔

جہادی عملیات کا آغاز:

قاری صاحب اور ان کے ساتھیوں نے سب سے پہلے اپنے علاقے میں جہادی عملیات گوریلا کارروائیوں اور ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے شروع کیں۔ فاریاب، جوزجان اور سرپل کے مجاہدین مشترکہ طور پر گوریلا کارروائیوں میں حصہ لیتے رہے اور ہمیشہ الرٹ رہتے۔ کیوں کہ ان کی تعداد کم اور اسلحہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس لیے دشمن کے کمزور نکتوں پر حملہ کرتے اور جائے واردات سے بہت دور یعنی دوسرے صوبے میں چلے جاتے تھے۔ اس طرح مذکورہ تینوں صوبوں میں بہ یک وقت جہادی کارروائیاں جاری تھیں۔ بعد ازاں افغانستان کے دیگر حصوں کی طرح

فاریاب میں بھی جہادی کارروائیاں اعلانیہ طور پر شروع ہوگئیں، جن میں قاری ضیاءالدین صاحب کا کردار سب سے نمایاں تھا۔ آپ بڑے عرصے تک ضلع دولت آباد کے عسکری مسئول رہے، جب کہ 2009ء میں آپ کو صوبہ فاریاب کا جہادی مسئول مقرر کردیا گیا۔

آپ کی رہنمائی میں فاریاب کے مختلف علاقوں میں دشمن پر لاتعداد تباہ کن حملے ہوئے، جن کے نتیجے میں ضلع اندخوئی کے گورنر اور آئی جی پولیس اسی طرح شیرین تگاب کے پولیس سربراہ سمیت دشمن کے متعدد اعلیٰ عہدے دار ہلاک ہوگئے۔ 2010ء میں مجاہدین کے زیرِ قبضہ علاقوں میں اتنی وسعت آئی کہ مجاہدین نے دولت آباد، شیرین تگاب، خواجہ موسیٰ، المار، قیصار، چھلگزی، گورزوان، بلچراغ اور لولاش اضلاع میں بہت سے علاقوں پر اپنا پرچم لہرادیا۔ اسی طرح فاریاب میں امارت اسلامی کی علاقائی تشکیلات بھی فعال ہوئیں، جن کے ذریعے فاریاب جہاد کے ایک ناقابل تسخیر محاذ میں تبدیل ہوا۔

شہادت:

قاری صاحب طویل اور مخلصانہ جہادی کارروائیوں کے بعد 7 اکتوبر 2010ء کو غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں کے ایک بڑے چھاپے کے دوران ضلع دولت آباد کے قرغن قدق کے علاقے میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ کفار انہیں گرفتار کرنا چاہتے تھے، لیکن انہوں نے گرفتاری کے بجائے شہادت کو ترجیح دی۔ مذکورہ گاؤں اس ضلع کے مرکز کے قریب واقع ہے۔ قاری صاحب اپنے مجاہد ساتھیوں سمیت یہاں رہائش پذیر تھے۔ اس علاقے میں عام شاہراہ پر دشمن کے قافلوں پر حملوں کے منصوبے بناتے اور ساتھیوں کی تشکیل کرتے، جب دشمن کو ان کے ٹھکانے کا علم ہوا تو فضائی اور زمینی راستے سے اس علاقے میں ایک بڑا چھاپہ مارا۔ قاری صاحب گاؤں سے نکل گئے۔ کیوں کہ یہاں عام لوگوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے آپ صحرا کی طرف چلے گئے، لیکن دشمن کی جانب سے آپ کا فضائی اور زمینی تعاقب جاری تھا۔ سب سے پہلے دشمن نے ان پر فضائی حملہ کیا، جس میں ان کے ایک ساتھی شہید ہوئے اور آپ اپنے تین دیگر ساتھیوں کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کرگئے۔ آپ کو اپنے آبائی گاؤں سے بہت دور ضلع بلچراغ کے قریب میمنہ قشلاک کے علاقے میں سپرد خاک کیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

شہید قاری ضیاءالدین کی شخصیت:

قاری صاحب کا تعلق ایک امیر اور زمیندار گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد اپنے علاقے کے سربراہ اور باغات، زمینوں کے مالک تھے، لیکن قاری صاحب کو کبھی ان اشیاء سے محبت نہیں ہوئی۔ آپ نے دنیا کی عیش وعشرت کی زندگی کو خیر باد کہا۔ آرام وراحت کی زندگی کو پسند نہیں کیا اور اپنی ساری زندگی جہاد، ہجرت اور تکالیف میں گزار دی۔ آپ کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ قاری صاحب ایک متقی شخص تھے۔ بیت المال کی رقم کو نہایت احتیاط سے کام میں لاتے۔ جہادی مسئول ہونے کے باوجود بیت المال کی رقم خود استعمال نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنے ایک ساتھی کو اس کام کے لیے مقرر کیا تھا اور بیت المال کے تمام امور ان کے سپرد تھے۔ جہاد سے انتہائی درجے کی محبت تھی۔ کم عمری میں جہاد کا شوق تھا اور امریکی جارحیت کے بعد اس وقت تک جہاد جاری رکھا، جب تک اس راہ میں شہادت کے بلند مرتبے پر فائز نہیں ہوگئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

عمری آپریشن اور مفکر کا اضطراب

عمری آپریشن نے کابل حکومت کے سربراہ اشرف غنی کو شدید اضطراب کا شکار کیا ہے۔ ان کے بے سر و پا بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ موصوف کتنے گھبرائے اور بوکھلائے ہوئے ہیں۔ کابل نے امارت اسلامیہ کے عمری آپریشن کو پروپیگنڈہ کہا، لیکن جب بغلان، قندوز، بدخشان، فاریاب، کنڑ، غزنی، قندھار، ہلمند، روزگان، فراہ، بادغیس، پکتیا، لوگر اور سب سے بڑھ کر دارالحکومت کابل میں انٹیلی جنس سینٹر پر حملے کی صورت میں اس آپریشن کی شدت دیکھ لی تو سب بوکھلا گئے۔ دشمن کے کچھ اعلیٰ عہدیداروں نے یہاں تک کہہ دیا کہ مجاہد قیدیوں کو جلد از جلد پھانسی دی جائے یا ان سب کو جیل کے اندر ہی قتل کیا جائے۔

کابل کی ڈرپوک حکومت مجاہدین سے انٹیلی جنس سینٹر پر تباہ کن حملے کا بدلہ لینے کے لیے میدان جنگ میں پنجہ آزمائی کے بجائے مظلوم قیدیوں کی شہادت کے لیے مختلف تجاویز پیش کر رہی ہے۔ یہاں تک حکومت کے کٹھ پتلی سربراہ نے بھی اپنی نام نہاد عدلیہ کو مجاہدین کی پھانسیوں کے کیسز صدارتی محل بھجوانے کی اپیل کی ہے، تاکہ صدارتی محل سے اجازت کے بعد جلد از جلد ان کی تعمیل کی جائے۔ دشمن کے دل و دماغ اور ان کی بصیرت پر حماقت کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر وہ مجاہدین کو بھی اپنے اہل کاروں پر قیاس کر رہے ہیں تو یہ ان کی جہالت کی انتہا ہے۔ دشمن مجاہدین کو بھی اس زاویے سے دیکھتا ہے، جس سے وہ خود کو اور اپنے اہل کاروں کو دیکھتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین اور کابل حکومت کے صلیبی آقاؤں کے عقیدے، نظریے اور ہمت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مجاہدین دینی اقدار اور عوام کے جان و مال اور ناموس کی حفاظت، کفریہ اتحاد سے افغانستان کی مکمل کی آزادی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ جو بھی شخص اس مقدس جدوجہد کے لیے امارت اسلامی کی صف میں شامل ہوتا ہے، اس کی کوئی مالی مدد نہیں کی جاتی، وہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان و مال کی قربانی دیتا ہے۔

مجاہدین نے اس مقدس ہدف کے حصول کے لیے دشمن کے جیلوں اور تشدد کو کبھی خاطر میں نہیں لایا۔ اس لیے جہاد کی اس پُر خطر راہ میں بلا چوں و چراں کود پڑے ہیں۔ اگر مجاہدین شہادتوں سے خوف زدہ ہوتے تو ایک خود مختار شخص کے طور پر اسلامی جدوجہد خاص طور پر جہاد فی سبیل اللہ کا نام بھی نہ لیتے۔ کیوں کہ جہاد سردی، گرمی، بھوک و پیاس، زخمی ہونے، قید ہونے اور شہادت کا نام ہے۔ وہی شہادت، جس سے دشمن سخت خوف زدہ ہے، جب کہ مجاہدین اُسے خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔ امارت اسلامیہ کے بہادر مجاہدین صلیبی کٹھ پتلیوں کی دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے، وہ زمان و مکان کی مشکلات سے نبرد آزما ہونے کا راز پا چکے ہیں اور بڑی بہادری سے اپنے نیک اور مقدس مشن کے حصول کے لیے اپنے رہنماؤں کی اطاعت میں جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دشمن کی دھمکیوں سے مجاہدین کے جہادی کارروائیوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ کیوں کہ مجاہدین اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں شہادت سے اتنی محبت رکھتے ہیں، جتنی محبت ہمارا دشمن دنیا کی ذلیل زندگی سے رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ 'مفکر' (اشرف غنی) کے بے سر و پا بیانات اور دھمکیوں نے نہ صرف موصوف کے دماغی اضطراب سے پردہ اٹھادیا ہے۔

❁ ❁ ❁

قیدیوں سے انتقام شکست کی زندہ مثال

اعداد و شمار کے مطابق امریکی فوجیوں اور کابل انتظامیہ نے گزشتہ 15 سالوں میں 2 ملین عام افغان شہریوں کو وحشیانہ چھاپوں اور بے رحمانہ کارروائیوں میں شہید کر ڈالا۔ انہیں جیلوں میں ایسی سزائیں دیں، جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ درندہ صفت امریکیوں نے داخلی جاسوسوں کی مدد سے ڈیڑھ عشرے میں مستند معلومات اور دلائل کے بغیر مظلوم افغانوں کے گھروں میں آدھی رات کو چھاپے مارے۔ ان کے چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا۔ گھروں کے دروازے بموں سے اڑائے ، پھر خواتین، بچوں اور بوڑھوں سب کو انتہائی بے رحمی سے نیند سے جگاتے، سخت سردی میں گھروں سے باہر نکالتے، ان سب کے سامنے گھر کے مردوں کو سروں پر کالے تھیلے چڑھائے جاتے اور بگرام، قندھار اور دیگر خفیہ جیلوں میں ڈالنے کے لیے اپنے ساتھ لے جاتے۔ جیلوں میں امریکی تفتیش کار ہر قیدی کے سامنے سیکڑوں ایسے سوالات رکھتے، جو انہوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھے تھے۔ جیسے القاعدہ سربراہ، ان کی کارروائیوں کے متعلق معلومات، امارت اسلامیہ کے سربراہ اور دیگر رہنماؤں کے متعلق معلومات، امارت اسلامیہ کے سربراہ سے رابطے سے متعلق سوالات، ان سے کس طرح کا تعلق ہے، انہیں کتنی مرتبہ دیکھا ہے؟

ادھر حالت یہ تھی کہ مظلوم قیدیوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ القاعدہ کہتے کسے ہیں۔ اس کے باوجود کابل انتظامیہ کے جاسوس اور ترجمان ڈالر کے حصول کے لیے عام آدمی کو طالبان رہنما یا القاعدہ کا رکن بنا کر پیش کرتے اور پھر وہ غریب سالہا سال بے بنیاد الزامات میں مظالم کا شکار ہوتا تھا۔ تین، چار یا پانچ سال جیل میں رہنے کے بعد قیدی کے بارے میں جیل ہی میں عدالتی کارروائی ہوتی اور بالآخر اس کی رہائی کا حکم ہوتا۔ فیصلہ ہوتا کہ وہ بے گناہ ہے۔ اسی طرح کابل انتظامیہ کے سکیورٹی ادارے بھی خالی بہانوں سے گزشتہ ڈیڑھ عشرے سے بے سہارا عوام کو گرفتار کرتے، اذیت دیتے اور لوٹ مار کرتے ہوئے اتنے جرائم کا ارتکاب کیا ہے کہ کبھی افغان عوام انہیں بھلا نہیں پائیں گے۔ کابل کے سکیورٹی ادارے قیدی پر اتنا تشدد کرتے کہ آئندہ ہمیشہ کے لیے اسے معذور کر دیتے ہیں۔ پھر بھی اسے ایسے ہی نہیں چھوڑتے۔ پل چرخی اور دیگر ایسے بدنام زمانہ جیلوں میں بھیج دیتے ہیں۔ جرائم کی ایک طویل فہرست اس کے ساتھ بھیج دی جاتی ہے۔ دوسری تیسری پیشی میں اسے 10 سے 20 سال تک قید کی سزا سنا دی جاتی ہے۔ تفتیشی ادارہ لاکھوں افغانی رقم اور ہزاروں ڈالر کے بدلے تمام عدالتوں اور متعلقہ افراد سے ساز باز کے بعد رشوت کا مطالبہ کرتا ہے۔ قیدی کے گھر اور خاندان والوں کو مجبوراً اس کی جائیداد اور موجودہ سرمایہ بیچ کر یا قرض لے کر عدالتوں کو رشوت دینا پڑتی ہے۔ وہ قیدی جن کے پاس دینے کے لیے رشوت کی رقم نہیں ہوتی تھی، آج تک جیلوں میں پڑے ہیں اور مظلومیت کے دن گزار رہے ہیں۔ اب کابل کی شکست خوردہ انتظامیہ اپنی شکست پر پردہ ڈالنے اور عمری آپریشن کی کارروائی سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے ان قیدیوں کو پھانسی دینے کا اعلان کر رہی ہے، جن کے پاس اپنی رہائی کے لیے رشوت کی رقم نہیں تھی یا وہ رشوت نہیں دینا چاہتے۔

ہم کابل انتظامیہ کے ارباب اختیار سے کہتے ہیں کہ ان مظلوم اور بے سہارا افغانوں کے بارے میں آپ کے یہ بیانات اور قوت کے دعوے کوئی بہادری نہیں، بلکہ ان سب سے معلوم ہوتا ہے آپ مجاہدین سے براہ راست جنگ سے عاجز آ کر شکست کھا چکے ہیں۔ اب اپنا غصہ ان مظلوم قیدیوں پر اتارنا چاہتے ہیں اور ان سے انتقام لینا چاہتے ہیں۔

❁ ❁ ❁

کٹھ پتلی نمائندے مستعفی ہو رہے ہیں

موسیٰ فرہاد

حالیہ دنوں میں کابل کے دہشت گرد گروپ کے عہدے داروں کے مستعفی ہونے کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ رواں سال کے آغاز سے اب تک سکیورٹی ایجنسی کے سربراہ نبیل سمیت وزیر داخلہ علومی، انتخابی کمیٹی کے سربراہ یوسف نورستانی، کان کنی کے وزیر داؤد شاہ صابر اور درجن بھر اعلیٰ عہدے دار اور وزراء اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے چکے ہیں۔ اس سلسلے میں کابل پارلیمنٹ ارکان نے بھی تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا تو حکومت کو افراد کی کمی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

عام طور پر کسی بھی ملک میں حکمران یا ان کے وزراء اس وقت استعفیٰ پیش کرتے ہیں، جب وہ عوامی امنگوں پر پورا اترنے میں مکمل طور پر ناکام ہو جائیں تو مزید اس حکومت کا حصہ نہیں رہتے، لیکن کابل کے امریکی بھیک پر پلنے والے دہشت گرد گروہ کا معاملہ بالکل الگ ہے۔ کیوں کہ اس حکومت کے افراد ہر بڑے عہدے کو سفارش، رشوت، کرپشن اور غیر ملکی جارحیت پسندوں کے ساتھ مکمل وفاداری کی قیمت پر حاصل کرتے ہیں۔ پھر ان جیسے کرپٹ عناصر سے اچھی کارکردگی کی امید محال ہے۔ وہ ہر جرم کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہیں اور خود کو کبھی ذمہ دار بھی نہیں سمجھتے۔ یعنی یہاں جو شخص استعفیٰ پیش کرتا ہے، اس کی وجہ بُری کارکردگی نہیں۔ کیوں کہ اگر استعفیٰ کارکردگی کی بنیاد پر ہوتا تو ڈیڑھ سال قبل تمام اعلیٰ حکومتی عہدے داروں کو اس وقت استعفیٰ دینا چاہیے تھا، جب جان کیری نے ایک ملک پر دو آدمیوں حکمران کو مقرر کر کے ان وزراء کی تذلیل کی تھی۔ حالیہ دورے میں بھی جان کیری ایک نیا حکم نامہ لے کر آئے کہ آج کے بعد تمام سرکاری دفتروں میں اشرف غنی کی تصویر کے ہمراہ عبداللہ کی تصویر بھی لگائی جائے گی۔ اسی طرح اگر کابل کے کرپٹ عہدے داروں کے استعفیٰ کارکردگی نہ دکھانے کی بنیاد پر ہوتے تو گزشتہ عشرے سے ملک میں عوام پر جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں کی جانب سے ناروا مظالم کیے گئے، لیکن کسی اشرف غنی کے کسی اہل کار نے مستعفی ہونے کا نہیں سوچا۔

> اس سے بھی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ امریکی جارحیت پسندوں نے اپنے دہشت گرد غلاموں کو دی جانے والی سابقہ امدادی رقوم کا حساب بھی مانگ لیا ہے۔ مغربی میڈیا آئے روز یہ رپورٹس پیش کرتا ہے کہ افغان حکومت کو کئی بلین ڈالر امداد دی گئی، لیکن اس کا اکثر حصہ کرپٹ عناصر کے ذاتی اکاؤنٹس میں منتقل ہو چکا ہے۔ افغانستان میں امریکی اخراجات پر تحقیق کرنے والے ایک ادارے نے ایک رپورٹ جاری کی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ افغانستان میں امریکی امداد میں سے ہر ڈالر سے 29 سینٹ غائب ہوئے ہیں۔ 'جان سوپکو' اس ادارے کے سربراہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں: 'امریکا نے افغانستان میں تقریباً 113 بلین ڈالر خرچ کیے ہیں، لیکن ہر ڈالر سے 29 سینٹ چوری کیے گئے ہیں۔'

در حقیقت ان کے استعفی جات کی وجہ کچھ اور ہے۔ میرے خیال میں یہ مسئلہ غیر متوقع طور پر سامنے نہیں آیا۔ کیوں کہ جب سے امریکا نے افغانستان سے بھاگ جانے کا اعلان کیا ہے، تب سے ان کے کاسہ لیس اپنے

مستقبل کو خطرے میں دیکھ رہے ہیں اور یکے بعد دیگرے استعفی دینے اور افغانستان سے باہر پناہ لینے کی تگ ودو میں ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے جارحیت پسندوں کے ساتھ نہایت وفاداری سے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی مکمل کوشش کی ہے۔ اب ان کے مغربی آقا مجاہدین کے ہاتھوں عبرت ناک شکست سے دوچار ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے کاسہ لیسوں کی حفاظت کے بارے میں کبھی کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اپنے غلاموں کو نہ صرف عوام کے رحم و کرم پر چھوڑا، بلکہ انہیں دی جانے والی تنخواہوں میں بھی خاطر خواہ کمی کر دی ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ مستقبل میں یہ تنخواہیں بھی بند کر دی جائیں۔

اس سے بھی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ امریکی جارحیت پسندوں نے اپنے دہشت گرد غلاموں کو دی جانے والی سابقہ امدادی رقوم کا حساب بھی مانگ لیا ہے۔ مغربی میڈیا آئے روز یہ رپورٹس پیش کرتا ہے کہ افغان حکومت کو کئی بلین ڈالر امداد دی گئی، لیکن اس کا اکثر حصہ کرپٹ عناصر کے ذاتی اکاؤنٹس میں منتقل ہو چکا ہے۔ افغانستان میں امریکی اخراجات پر تحقیق کرنے والے ایک ادارے نے ایک رپورٹ جاری کی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ افغانستان میں امریکی امداد میں سے ہر ڈالر سے 29 سینٹ غائب ہوئے ہیں۔ 'جان سوپکو' اس ادارے کے سربراہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں: 'امریکا نے افغانستان میں تقریباً 113 بلین ڈالر خرچ کیے ہیں، لیکن ہر ڈالر سے 29 سینٹ چوری کیے گئے ہیں۔' جان سوپکو نے اس بڑی لوٹ مار کا ذمہ دار افغان اعلیٰ عہدے داروں کو قرار دیا ہے۔ انہیں اس بات پر مجرم قرار دیا ہے کہ جان بوجھ کر لوٹ میں ملوث عناصر کو قانون کے کٹہرے میں نہیں لاتے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی اس میں برابر کے شریک ہیں۔ سوپکو نے افغانستان میں اپنے آخری سفر کے حوالے سے کہا کہ انہوں نے تحقیقات کے لیے فوجی اڈے سے باہر جانا گوارا نہیں کیا، کیوں کہ حالات اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ سوپکو کے مطابق صرف منشیات کی اور پوست کی کاشت روکنے کے لیے 8 بلین اور چار سو ملین ڈالر کے اخراجات آئے، لیکن اس کا عملی نتیجہ یہ نکلا کہ پوست کی کاشت میں ماضی کی نسبت اضافہ دیکھنے میں آیا۔ برطانوی اخبار 'Independent' سوپکو کے حوالے سے لکھتا ہے کہ انہوں نے افغانستان میں کئی ملین ڈالر لگائے، لیکن یہ امدادی رقوم جن لوگوں کو مہیا کی گئیں، ان سے حساب نہیں لیا کہ انہوں نے کہاں اور کتنی رقم لگائی۔ ان لوگوں سے ضرور پوچھ گچھ کی جائے اور یہی افغان اعلیٰ عہدے دار اس کے ذمہ دار ہیں۔

اس لیے جہاں ایک جانب بیرونی جارحیت پسندوں نے اشرف غنی کے اہل کاروں کو مجاہدین اور عوام کے سامنے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے تو دوسری جانب ان کی مالی کرپشن کی تحقیقات بھی منظر عام پر لائی جا رہی ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کابل کی کٹھ پتلی فوج اس وجہ سے بھی شدید خوف میں مبتلا ہے کہ وہ مجاہدین کا مقابلہ کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہی ہے۔ غیر ملکی جارحیت پسندوں کی موجودگی میں کبھی کبھار مجاہدین پر حملوں کی منصوبہ بندی کرتے تھے۔ جب دوستم کی بدنام زمانہ گلم جم ملیشیا کے جعلی کمانڈر عبدالجبار نے مجاہدین کے ساتھ مقابلے کے بجائے راہِ فرار اختیار کی تو کٹھ پتلی اہل کاروں کی رہی سہی ہمت بھی دم توڑ گئی۔ اقدامی پوزیشن سے دفاعی پوزیشن پر آنے کے بعد فرار کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔ اب مجاہدین اللہ تعالیٰ کی نصرت اور افغان عوام کی مکمل حمایت کے ساتھ پورے افغانستان میں اقدامی پوزیشن میں ہیں۔ یہی وہ عوامل ہیں، جنہوں نے کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے عہدے داروں کو یکے بعد دیگرے استعفی پیش کرنے پر مجبور کیا ہے۔

کیوبا میں اوباما کی سیاسی تذلیل

خبیر احمد

امریکی صدر بارک اوباما 26 مارچ کو دو روزہ دورے پر کیوبا کے دارالحکومت ہاوانا پہنچ گئے۔ یہ ۸۸ سال کے دوران پہلے امریکی صدر ہیں، جنہوں نے اس ملک کے سفر کا فیصلہ کیا ہے۔ امریکا اور کیوبا کی دشمنی گزشتہ سرد جنگ سے چلی آرہی تھی اور تقریباً نصف صدی تک دونوں ممالک کے تعلقات بہت خراب تھے۔ جب 1959ء کو کیوبا پر فیڈرل کاسترو کی کمیونسٹ حکومت قائم ہوئی تو امریکا اور کیوبا کے تعلقات مزید خراب ہوگئے۔ یہی وجہ تھی کہ امریکا نے کیوبا کو سخت اقتصادی پابندیوں میں جکڑ لیا اور یہ پابندیاں اب بھی برقرار ہیں۔ اوباما اور کاسترو کی پہلی ملاقات جنوبی افریقا کے سیاسی رہنما نیلسن منڈیلا کے جنازے پر ہوئی، جہاں دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کیا اور یہیں سے امریکا اور کیوبا کے درمیان سیاسی تناؤ میں کمی آئی۔

بین الاقوامی میڈیا نے اوباما کے مختلف ممالک کے دوروں میں کیوبا کو پہلا ملک قرار دیا، جہاں اوباما کا استقبال ایک عام وزیر کی طرح کیا گیا۔ ہاوانا میں اوباما کا استقبال کرنے کے لیے کیوبا کے صدر کے بجائے وزیر خارجہ آئے تھے۔ ان کا جس انداز میں استقبال کیا گیا، وہ بھی کیوبا کے معمول کے خلاف تھا۔ حالانکہ گزشتہ دنوں فرانس کے ایک کیتھولک رہنما بھی کیوبا کے دورے پر آئے، جس کا اوباما کی نسبت شاندار استقبال کیا گیا اور ان کے اعزاز میں کئی جگہ عشائیے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے استقبال کے لیے کیوبا کے صدر کاسترو خود ائیر پورٹ گئے تھے۔ البتہ اوباما کے لیے خجالت کی صورت حال اس وقت پیدا ہوئی، جب ایک پریس کانفرنس کے بعد اوباما نے معمول کے مطابق کاسترو کے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا تو کاسترو نے ان کا ہاتھ اپنی جانب بڑھنے نہیں دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا، جس کے بعد اوباما کے چہرے سے مسکراہٹ یک دم غائب ہوگئی۔ جس سے انہیں ایک غیر متوقع شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس واقعے کے بعد کانفرنس کے اختتام پر دونوں رہنماؤں نے ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھ بھی نہیں ملایا۔

اوباما نے اپنے سفر کے دوران میزبان ملک کے حکمران اور اعلیٰ عہدے داروں سے صرف ڈھائی گھنٹے کی رسمی ملاقات طے کی تھی، لیکن ان کا دورہ دو روزہ تھا۔ ان ڈھائی گھنٹوں کی مصروفیات کے علاوہ اوباما نے سارا وقت دارالحکومت کی سیر کرتے ہوئے گزارا۔ ان کی خواہش تھی کہ کیوبا کے لوگوں سے ہاتھ ملایا جائے۔ ان سے غیر رسمی طور گفتگو کرے، تاکہ لوگوں کے دلوں میں ان کی نفرت میں کمی آسکے۔ لیکن اکثر لوگوں نے ان سے گفتگو سے گریز کیا اور امریکی سیاست کے خلاف لکھے گئے بینرز سے اپنی نفرت کا اظہار کرتے رہے۔ اوباما اپنی اہلیہ اور بیٹیوں کے ساتھ ہاوانا کے ایک تاریخی ہوٹل میں کھانا کھانے گئے۔ جب فارغ ہوئے تو بِل ادا کرنے کے لیے ڈالر نکالے تو ہوٹل کے منتظمین نے ان سے کہا کہ یہاں ڈالر کے ذریعے خرید و فروخت پر پابندی ہے۔ ہمیں کیوبا کی کرنسی دے دیں۔ اوباما نے لاچار ہو کر اپنے محافظین سے کہا کہ ڈالر کو کیوبک کرنسی میں تبدیل کر کے بل ادا کرو۔

اوباما کی حفاظت کے لیے سیکڑوں محافظین بھی ان کے ہمراہ تھے، جو ایک ہی رنگ کی ۲۲ امریکی گاڑیوں میں دارالحکومت میں ان کے ساتھ ساتھ رہے۔ جب وہ ہاوانا کے گنجان آباد علاقے میں موجود تاریخی قلعے میں پہنچے تو لوگوں نے نفرت کے اظہار کے لیے وہ علاقہ خالی کر دیا۔ اوباما کا خیال تھا کہ وہاں لوگوں کا ہجوم ان کو دیکھنے آئے گا اور وہ ان سے خطاب کریں گے، لیکن قلعے کے سامنے صرف اوباما اور ان کے سیکڑوں محافظین موجود تھے۔ بعد میں چند لوگ آئے اور اوباما کے سامنے امریکی پرچم کو نذرِ آتش کر کے چلتے بنے۔

اوباما کی دوسری مرتبہ تذلیل اس وقت ہوئی، جب انہوں نے پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ امریکا کیوبا کی معاشی مدد کرنا چاہتا ہے۔ لیکن کیوبا کے صدر نے جواب میں کہا کہ ہمیں امریکا کی امداد نہیں چاہیے۔ ہمیں وہ بلین ڈالرز واپس کر دیے، جائیں جو کیوبا کی معیشت کو امریکی پابندیوں سے ضایع ہوگئے ہیں۔

کیوبا کے صدر کاسترو نے اوباما کو واضح الفاظ میں بتایا: اگر امریکا کیوبا کے ساتھ واقعی اچھے تعلقات استوار کرنا چاہتا ہے تو ۵۵ سال سے لگائی جانے والی اقتصادی پابندیاں اٹھالی جائیں اور کیوبا کا جزیرہ واپس کیوبا کے حوالے کیا جائے۔ اوباما پریس کانفرنس کے دوران بار بار دوستی کا راگ الاپتے رہے، لیکن ان کے مطابق اب بھی کیوبا میں جمہوری اقدار نافذ نہیں ہیں اور ایک انسانی المیہ اب تک وہاں موجود ہے۔

جنگی جرائم مارچ 2016ء

سید سعید

رواں سال یکم مارچ کو صوبہ کاپیسا کے ضلع نجراب کے علاقے افغانیہ کے غریب شاہ خیل گاؤں میں کٹھ پتلی اہل کاروں کی فائرنگ کے نتیجے میں ایک خاتون شہید، جب کہ ایک زخمی ہوگئی۔

۳مارچ کو صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے علاقے چہاردہ میں امریکی کاسہ لیسوں کے مارٹر حملوں کی زد میں آکر ایک خاتون اور پانچ بچے شہید ہوئے، جبکہ ایک خاتون زخمی ہوئیں۔

۷مارچ کو صوبہ پکتیکا کے ضلع اورگون کے علاقے پیرکوٹی میں ظالم ملیشیا کے اہل کاروں نے دو بچوں کو شہید کر دیا۔ اس واقعے کے ردِعمل میں مقامی لوگوں نے بچوں کے جنازوں کے ساتھ بازار میں حکومت کے خلاف شدید احتجاج کیا۔

۸مارچ کو صوبہ بلخ کے ضلع کشندہ کے پنج نامی علاقے میں عطاء نور کی رہنمائی میں حکومتی اہل کاروں نے طالبان کے ساتھ مقابلے کے دوران عام لوگوں کو جانی و مالی نقصانات پہنچائے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ اہل کاروں نے ان کے گھروں کو لوٹا، کئی گھروں کو آگ لگادی، جب کہ سات افراد کو شہید بھی کیا۔

۱۱مارچ کو صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کے نواحی علاقے میں کٹھ پتلی حکومت کے اہل کاروں نے ایک نوجوان کو بلاوجہ شہید کر دیا، ورثا نے شہید کی لاش سمیت احتجاج کیا، لیکن کسی حکومتی فرد کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔

۱۲مارچ کو صوبہ ہلمند کے مرکز لشکر گاہ میں کٹھ پتلی اہل کاروں نے قندھار شاہراہ پر شہریوں کو لے جانے والی ایک گاڑی پر حملہ کیا، جس میں ایک شخص شہید، جب کہ دوسرا زخمی ہوگیا۔ اسی دن صوبہ غزنی کے ضلع مقر کے ملی خیل گاؤں میں ملیشیا کے اہل کاروں نے دو عمر رسیدہ بزرگوں عبدالرزاق اور عبدالرحمان اکا کو شدید تشدد کے بعد شہید کر دیا۔

۱۴مارچ صوبہ قندوز کے مرکز سے ملحق کتہ خیل کے علاقے میں امریکی جارحیت پسندوں کے ڈرون حملے میں ایک خاتون اور ایک بچہ زخمی ہوگیا۔

۱۵مارچ صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد کے سپین گٹی حاجی آباد گاؤں میں کٹھ پتلی اہل کاروں کے مارٹر گولوں کے نتیجے میں پانچ خواتین شہید ہوگئیں۔ اسی دن صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک کے جوکی بازار میں کٹھ پتلی اہل کاروں کے بھاری ہتھیاروں کی فائرنگ کی زد میں آکر گیارہ شہری زخمی ہوگئے۔

۱۸مارچ کو صوبہ قندوز کے ضلع دشت ارچی کے علاقے شہروان میں کٹھ پتلی اہل کاروں کے مارٹر گولوں کے ایک حملے میں دو شہری شہید ہوگئے۔

۱۹مارچ کو صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک کے ملکان نامی علاقے میں امریکی کاسہ لیسوں کے بھاری ہتھیاروں کے حملے میں ایک بچہ شہید اور دوسرا زخمی ہوگیا۔

۲۰مارچ کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے شورکی گاؤں میں غیر ملکی جارحیت پسندوں نے کٹھ پتلی اہل کاروں کی مدد سے امارت اسلامیہ کے ایک جیل پر چھاپہ مارا، امارت نے اس جیل میں عام جرائم میں ملوث افراد کو رکھا تھا۔ غیر ملکی جارحیت پسندوں نے ان میں سے سات افراد کو شہید، جب کہ پانچ کو زخمی کر دیا۔ اس کے علاوہ آٹھ افراد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔ اسی دن قندوز کے مرکز سے ملحق مہندان کے علاقے میں غیر ملکی جارحیت پسندوں نے ملکی کٹھ پتلیوں کی مدد سے چھاپہ مارا۔ تلاشی کے دوران کئی افراد پر تشدد کیا۔ گھروں سے قیمتی اشیاء لوٹنے کے علاوہ چھ افراد کو گرفتار بھی کیا گیا۔

۲۵مارچ کو غیر ملکی جارحیت پسندوں نے صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں عام آبادی کو ڈرون حملوں کا نشانہ بنایا، جس میں درجنوں شہریوں کی شہادت اور درجنوں کے زخمی ہونے کے علاوہ لوگوں کو کافی مالی نقصانات بھی اٹھانے پڑے۔

۲۸مارچ کو صوبہ ہرات کے ضلع شین ڈنڈ کے دو علاقوں بخت آباد اور شور آباد میں کٹھ پتلی اہل کاروں نے امارت کے مجاہدین کے ساتھ جھڑپ کے بعد علاقے پر فضائی حملے کیے، جس کے نتیجے میں آٹھ شہری شہید ہوئے، جب کہ گھروں کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

اقتباسات: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک نیوز ایجنسی، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ایشیا اور بینوا ویب سائٹس

افغانستان مارچ 2016 میں

احمد فارسی

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات و نقصانات کا تذکرہ ہے، جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ یاد رہے بیرونی اور اندرونی دشمن کو پہنچنے والے نقصانات کے حقیقی اعداد و شمار حاصل کرنے کے لیے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ وزٹ کریں۔

مارچ اہم واقعات سے بھرپور ایک اہم مہینہ تھا۔ جس میں مجاہدین کو بہت اہم کامیابیاں ملی ہیں۔ دشمن کو بھی اس مہینے میں بہت زیادہ نقصانات اٹھانا پڑے ہیں۔ صلیبی اتحاد اور ان کی قائم کردہ کٹھ پتلی انتظامیہ کی جانب سے وہ اعترافات، جو کابل انتظامیہ کی شکست وکمزوری اور مجاہدین کی مضبوطی کے حوالے سے کیے گئے ہیں، ذیل کی سطور میں الگ الگ آپ پیش ہیں۔

جارحیت پسندوں کے جانی نقصانات:

اگرچہ وہ واقعات، جو اس مضمون میں تفصیل سے لائے گئے ہیں، ان سے اچھی طرح واضح ہو جائے گا کہ جارحیت پسندوں کو اس ماہ میں بھی بڑے پیمانے پر نقصانات اٹھانا پڑے۔ خصوصاً ہیلی کاپٹروں کے گرنے سے اجتماعی طور پر بہت سے افراد ہلاک ہوئے، مگر جھوٹے دشمن نے اس ماہ بھی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی اور ماضی کی طرح اس بار پھر نقصانات تسلیم کرنے سے احتراز کیا۔ اس لیے 2016 میں ان کی ہلاکتوں کی تعداد اتنی ہی رہی، جتنی جنوری میں بتائی گئی تھی۔

کٹھ پتلی دشمن کے جانی نقصانات:

واقعات میں اضافہ اور ہدف کے تعین سے جارح اور کٹھ پتلی دشمن کے جانی نقصانات کا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس طرح یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ہر ماہ سیکڑوں کی تعداد میں دشمن کے اہل کار ہلاک ہو رہے ہیں۔ اگرچہ جنگ کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے صحیح اعداد وشمار جمع کرنا ناممکن ہے، مگر آئندہ سطور میں دشمن کی اہم علاقوں میں پیش آنے والے ایسے کچھ واقعات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، جو بھلا دیے گئے ہیں۔

دشمن کو نہ صرف دوبدو لڑائی میں نقصانات اٹھانا پڑے ہیں، بلکہ ان کی صفوں میں امارت اسلامیہ کے وفادار گھس گئے ہیں۔ دشمن کی صفوں میں موجود کچھ ایسے افراد بھی ان کو نقصان پہنچا رہے ہیں، جو حقیقت کا ادراک کر چکے ہیں۔ انہیں جارحیت پسندوں کے ساتھ ملنے کا انجام معلوم ہے۔ اس سلسلے میں یکم مارچ کو قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ میں دشمن کی صفوں میں موجود ایک مجاہد چار پولیس اہل کاروں کو ہلاک کر کے بحفاظت نکل آیا۔ اسی طرح 24 مارچ کو ایسا ہی ایک حملہ قندھار کے ضلع ارغنداب میں پیش آیا، جس میں 7 اربکی ہلاک ہوگئے۔ 2 مارچ کو بدخشان کے ضلع بہارک میں 32 اربکی ہلاک ہوگئے۔ دو روز بعد کابل شہر میں وزارت داخلہ کا ایک افسر نامعلوم فرد کے ہاتھوں خنجر کے حملے میں ہلاک ہوگیا۔ 4 مارچ کو قندھار شہر میں 12 ویں زون میں نیشنل سیکورٹی ادارے میں بھی فعال رکن اسمبلی کو بھی مار دیا گیا۔

7 اور 10 مارچ کو حکومتی تنصیبات پر حملوں کے دو الگ الگ واقعات میں بہت سے پولیس اور اربکی اہل کاروں کو ہلاک کیا گیا۔ ان میں سے ایک واقعہ غزنی ضلع انڈڑ میں اربکیوں کے چار کمانڈروں کی ہلاکت اور دوسرا ہلمند ضلع گریشک میں پولیس کے 5 اہم کمانڈروں اور ان کے ساتھ کام کرنے والے درجنوں پولیس اہل کاروں کی ہلاکت کی صورت میں پیش آیا۔ 15 مارچ کو نورستان کے ضلع دواب کا پولیس

سربراہ اور 20 مارچ کو میدان وردگ جلریز کا پولیس کمانڈر ہلاک ہوگیا۔

21 مارچ کو غزنی کے ضلع اندڑ میں اربکیوں کا ایک نمایاں کمانڈر ہلاک ہوگیا۔

25 مارچ بروز جمعہ 205 چھاؤنی کا فوجی سربراہ قندھار کے ضلع دامان میں اپنے گرد کئی فوجی اہل کاروں سمیت ایک فدائی حملے میں ہلاک ہوگیا۔ اس کے ایک روز بعد غزنی عدالت کا ایک قاضی اور ایک اٹارنی جنرل جنگ میں ہلاک ہوگئے۔ 27 مارچ کو لوگر ضلع محمد آغا میں کٹھ پتلی فوج کا ایک اہم کمانڈر اور اس کے ایک روز بعد قندوز کے دشت ارچی میں ایک اور بڑا کمانڈر ہلاک ہو گیا۔

دشمن کو پہنچنے والے مالی نقصانات:

باوجود اس کے کہ صلیبی دام میں پھنسی ہوئی انتظامیہ نے جانی لحاظ سے ناقابل برداشت نقصانات اٹھائے ہیں۔ مالی لحاظ سے کئی گنا زیادہ نقصان اٹھائے ہیں۔ ان کے عسکری مراکز، ضلعی سیکرٹریٹ، اور مختلف النوع وسائل تباہ ہوگئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مارچ کے مہینے میں دشمن کے 2 ہیلی کاپٹر بھی گرائے گئے ہیں، جن میں سے ایک اسی ماہ کی 18 تاریخ کو ہلمند ضلع ناد علی اور دوسرا 29 مارچ کو کنڑ کے ضلع ناڑی میں گرایا گیا۔ ان واقعات میں بڑے پیمانے پر جانی نقصان بھی ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ 30 مارچ کو جارحیت پسندوں کا ایک جنگی ایف 16 طیارہ بگرام ہوائی اڈے میں گر گیا۔ دشمن نے اگرچہ اس طیارے کے گرنے کا اعتراف کیا، مگر پائلٹ کے متعلق ان کا دعوی ہے کہ وہ زخمی اور زیر علاج ہے۔ یاد رہے اس طیارے کی قیمت تقریبا 100 ملین امریکی ڈالر ہے۔

کٹھ پتلیوں کی گرفتاری اور مجاہدین سے ملنا:

تادم تحریر حاصل ہونے والی رپورٹس کے مطابق مارچ کے مہینے میں مختلف شعبوں سے 343 افراد میں مجاہدین سے ملے ہیں۔ اس حوالے سے تفصیلی رپورٹ امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ اور دعوت و ارشاد کمیشن کی رپورٹ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ یہاں چند واقعات پیش کیے جا رہے ہیں۔

11 مارچ بروز جمعہ خاص ضلع اروزگان میں 45 پولیس اہل کار اپنے تمام اسلحہ اور وسائل سمیت مجاہدین سے مل گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ 13 مارچ کو لوگر کے ضلع برکی برک میں 15 اربکیوں نے حقائق کے ادراک پر دشمن کی صف چھوڑ دی۔ اسی ماہ کی 26 تاریخ کو ننگرہار کے ضلع شیرزاد میں کٹھ پتلی فوج کے 10 اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

عزم آپریشن:

عزم آپریشن بھی فتوحات کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ مارچ 2016 میں اس آپریشن میں نئی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ یکم مارچ کو اروزگان کے ضلع خارخوردی مجاہدین کے طویل محاصرے کے بعد فتح ہوگیا۔ اس کے ایک روز بعد امارت اسلامیہ کے شیر صفت مجاہدین نے گلم جم کمانڈر اور صلیب کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے نائب کی سربراہی میں لڑنے والے تمام عسکری اہل کاروں سے طویل جنگ کے بعد انہیں شکست دی اور فاریاب کے ضلع خواجہ موسی پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ 3 مارچ کو سرپل کے ضلع صیاد میں اسٹریٹجک علاقہ تربالاق بھی فتح ہوگیا۔ افغانستان کے مغربی حصے میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ 5 مارچ کو صوبہ ہلمند کے مرکز میں افغان فورسز کی ایک چیک پوسٹ مجاہدین نے فتح کی اور اس پر اپنا پرچم لہرایا۔ یہ جنگ دو روز تک جاری رہی، 5 کمانڈروں سمیت درجنوں فوجی ہلاک ہوئے۔ اسی طرح 15 مارچ کو ہلمند کا ضلع خانشین اس وقت فتح ہوگیا، جب مختصر سے عرصے کے لیے وہ دشمن کے قبضے میں چلا گیا تھا۔ اسی روز اروزگان کے ضلع چارچینو بھی مجاہدین جنگ میں مصروف رہے۔ ضلع دہراوود میں بھی شدید لڑائی جاری رہی، جس میں دشمن کے 30 فوجی ہلاک ہوگئے۔ 24 مارچ کو بلخ کے حکام نے ضلع خلم پر مجاہدین کے حملے کی خبر دی، جس میں بڑی تعداد میں فوجیوں کی ہلاکتیں ہوئیں۔ دارالحکومت کابل میں دشمن کو فرصت کا موقع میسر نہ آسکا۔ 28 مارچ کو پارلیمنٹ کی عمارت پر راکٹ حملے ہوئے۔ 30 مارچ کو ایک معروف سینیٹر کی گاڑی بارودی سرنگ کا نشانہ بنی، جس میں اس کے محافظ ہلاک ہوگئے۔ اسی روز ہلمند کے ضلع دہراوود میں دشمن سے خونی

معرکہ ہوا، جس میں 15 پولیس اہل کار ہلاک اور 8 زخمی ہوگئے۔

کابل انتظامیہ کی بے بسی اور مجاہدین کی طاقت کا اعتراف:

ایک جانب صلیبی جارحیت کے خلاف مختلف محاذوں پر مجاہدین کامیاب جا رہے ہیں، دوسری جانب کابل انتظامیہ میں پائے جانے والی شکست خوردگی کے احساس اور ذاتی مفادات کی جنگ نے انتظامیہ اور اس کے بیرونی آقاؤں کو اس قدر مایوس کردیا ہے کہ اب وہ اپنی کٹھ پتلیوں کا مذاق اڑانے لگے ہیں۔ 7 مارچ کو افغان ملت نامی سیاسی تنظیم حکومتی اتحاد سے الگ ہوگئی اور کہا ہے کہ ہم انتظامیہ سے اب تک تعاون کرنے پر شرمندہ اور پشیمان ہیں۔ اس کے ساتھ انتخابات کے سارے اخراجات اٹھانے والی یورپی یونین نے انتظامیہ سے مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ کہا ہے، جب تک کابل انتظامیہ انتخابات کے نظام میں اصلاحات نہ لائے، وہ کسی قسم کا تعاون نہیں کریں گے۔ کیوں کہ ہم انتظامیہ سے آخری حد تک مایوس ہوچکے ہیں۔ دوسری جانب سابق امریکی وزیر دفاع نے 5 مارچ کو الجزیرہ ٹی وی سے بات کرتے ہوئے کابل انتظامیہ کے اس مطالبے کو مضحکہ خیز قرار دیا کہ امریکا ہمیں مزید فضائی قوت مہیا کرے اور موجودہ فضائی قوت کو جدید ترین وسائل سے مسلح کرے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کابل انتظامیہ کو مسلح اور منظم کرنے کے لیے اربوں ڈالر لگائے گئے، مگر یہ لوگ فضائی قوت کے مالک بن سکے نہ طالبان سے مقابلے کی اہلیت ان میں آسکی۔

اسی بات کی تائید کرتے ہوئے عالمی ادارے EREU کی جانب سے 10 مارچ کو شایع ہونے والے سروے میں کابل انتظامیہ کی حالت کے متعلق بہت سے خدشات کا اظہار کیا گیا تھا۔ اس رپورٹ میں جارحیت پسندوں کی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ جارحیت پسند چاہتے تھے مجاہدین کو دباؤ میں لاکر چار فریقی مذاکرات میں شرکت پر راضی کریں، مگر جب مجاہدین کی جانب سے ان نام نہاد مذاکرات میں شرکت سے انکار کیا گیا تو امریکا نے 8 مارچ کو اعتراف کیا کہ مذاکرات میں مجاہدین کی شرکت نہ ہونے کی صورت میں آئندہ سال بہت خونی سال ہوگا۔ یہ اعتراف ظاہر کرتا ہے کہ اگر مجاہدین مسلح جدوجہد سے دست بردار نہ ہوئے تو کابل انتظامیہ کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ افغانستان میں جارحیت پسندوں کے کمانڈر جنرل نے یہ اعترافات 12 مارچ کو کیے تھے۔

اعترافات کے سلسلے میں صوبہ غزنی کے پولیس سربراہ نے 12 مارچ کو کہا تھا: اگر ہنگامی طور پر امداد نہ دی گئی تو یہ صوبہ مکمل طور پر طالبان کے قبضے میں چلا جائے گا۔ 17 مارچ کو اروزگان کے سکیورٹی حکام نے دُہائی دی کہ ضلع دہراوود پر ہماری حکومت چند لمحوں کی مہمان ہے۔ اس کے علاوہ کابل انتظامیہ کے وہ کارکن اور حامی، جو اسی انتظامیہ میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے، اب احتجاج کرنے والوں کی صف میں کھڑے ہیں۔ سابق وزیر عمرداؤدزئی نے 12 مارچ کو ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کابل انتظامیہ جس راستے پر چل رہی ہے، یہ منزل کی طرف نہیں جاتا۔ یورپی یونین نے 13 مارچ کو اپنے اعلامیہ میں کہا ہے: افغانستان میں وسیع پیمانے پر کرپشن نے اس انتظامیہ کو ناکام بنا دیا ہے۔ بالآخر انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی کو مجبوراً اعتراف کرنا ہی پڑا اور انہوں نے 22 مارچ کو نئے سال کے آغاز پر کہا کہ میں نے عوام سے جو وعدے کیے تھے، اسے پورا کرنے میں ناکام رہا۔ دوسری طرف عوام نے بھی انتظامیہ سے شدید ناراضی کا اظہار کیا ہے۔ امریکی گلوبل تحقیقی ادارے B-B-G کی جانب سے ہونے والے سروے میں بتایا گیا ہے کہ 80 فیصد افغان شہری اشرف غنی انتظامیہ سے ناراض ہیں۔

دشمن کی جانب سے عوامی نقصانات اور لوگوں کو تکالیف:

بیرونی جارحیت پسندوں اور ان کی جانب سے افغان عوام پر مسلط کٹھ پتلیوں نے مارچ کے مہینے میں بھی عوام پر مظالم کا سلسلہ جاری رکھا۔ گزشتہ ماہ کی رپورٹ میں دشمن کے ہاتھوں ڈنڈ غوری کے علاقے میں عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم کی جانب اشارہ کیا گیا تھا۔ 5 مارچ کو ایک بار پھر میڈیا نے خبر دی کہ کابل انتظامیہ کی جانب سے ڈنڈ غوری کے لوگوں کا پانی بند کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ 8 مارچ کو سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو پھیل گئی، جس میں دکھایا گیا ہے کہ قندھار پولیس ایک نوجوان سے طالبان کی مدد کرنے کا اعتراف

کروانے کے لیے اسے گاڑی سے باندھ کر سڑک پر کھینچتے ہیں۔ بعد ازاں ایک وحشی پولیس اہل کار دانتوں سے اس کا گوشت نوچنے کی کوشش کرتا ہے۔ 12 مارچ کو نیشنل آرمی نے بھی صوبہ ہلمند کے مرکز میں عام لوگوں کی گاڑیوں پر فائرنگ کر دی۔ اس میں سوار تمام لوگوں کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔ اس کے بعد غزنی کے ضلع قرہ باغ میں ایک نوجوان کو بلاوجہ ہلاک کیا گیا۔ 16 مارچ کو کنڑ غازی آباد میں ایک گھر پر کابل انتظامیہ کی جانب سے توپ کا گولہ گرانے کے بعد 5 خواتین شہید ہو گئیں۔ اسی ماہ کی 21 تاریخ کو پولیس نے غزنی کے ضلع واغظ میں ایک عام شہری کو شہید کر دیا۔

علاوہ ازیں بیرونی جارحیت پسندوں کے ہاتھوں بھی بڑے پیمانے پر عوام پر مظالم ڈھائے گئے۔ 26 مارچ کو ہلمند کے ضلع مارجہ میں اندھی بمباری کے نتیجے میں درجنوں افراد شہید اور زخمی ہوگئے۔ 29 مارچ کو فاریاب کے ضلع المار میں ایک نوجوان لڑکی کو اس وقت فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا، جب وہ موبائل لائٹ کی روشنی میں باہر نکلی تھی۔ افغان عوام نے بار بار ان مظالم اور وحشتوں کے خلاف رد عمل ظاہر کیا ہے۔ 29 مارچ کو بیرونی فوجیوں کے ہاتھوں ایک نوجوان کسان کے قتل کے خلاف صوبہ پروان کے لوگوں نے ضلع بگرام میں بہت بڑا مظاہرہ کیا، جس میں عوام نے مطالبہ بھی کیا کہ امریکی جارحیت پسند افغانستان سے نکل جائیں۔ عوام کو پہنچائے گئے نقصانات کی تفصیلی معلومات کے لیے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ ملاحظہ کریں۔

سیاست کے میدان میں:

الحمد للہ! امارت اسلامیہ نے اپنی عسکری کارکردگی کے ساتھ ساتھ سیاست کے میدان میں بھی اچھی کامیابیاں حاصل کی ہیں، جس کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ طے یہ کیا گیا تھا کہ مارچ میں اسلام آباد کی میزبانی میں مذاکرات کے لیے چار فریقی اجلاس منعقد کیا جائے گا۔ دشمن کا خیال تھا وہ اپنے ان آزمودہ اور ناکارہ فریبوں سے امارت اسلامیہ کی آنکھیں بند کر کے اسے اجلاس میں شریک ہونے پر راضی کر لے گا، مگر اسی ماہ کی 5 تاریخ کو اس اجلاس میں شرکت سے بے خبری ظاہر کی گئی، جس کے رد عمل میں امریکا نے دھمکی دی کہ طالبان مذاکرات کریں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ امارت اسلامیہ نے بھی جوابی اعلامیہ میں واضح کر دیا کہ وہ امریکی دھمکیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اس طرح کی باتیں

> 8 مارچ کو یوم خواتین کی مناسبت سے اقوام متحدہ کے نشر ہونے والے اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال کی نسبت اس سال خواتین میں 'تشنج' کی بیماری میں 38 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ کابل انتظامیہ کے سربراہ نے بھی اسی روز ایک پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یونیورسٹیوں اور سرکاری دفاتر میں خواتین پر جنسی تشدد میں اس قدر اضافہ ہوا ہے کہ اب لوگ اسے معمول کے واقعات سمجھنے لگے ہیں۔

ان کے عزائم نہیں توڑ سکتیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ 14 سال تک زور آزمائی کے بعد امریکا شکست کا سامنا کر رہا ہے۔ اس کے پاس صرف ایک راستہ ہے کہ اپنی بے وقوفی تسلیم کرے اور جنگ سے دست بردار ہو کر افغانستان سے نکل جائے۔

امارت اسلامیہ کے اس مؤقف نے نہ صرف اس اجلاس کو ناکام بنا دیا، بلکہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے کچھ سیاست دانوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ طالبان کسی کی ڈکٹیشن قبول نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک سابق وزیر خزانہ انوار الحق احدی بھی تھے، جنہوں نے 13 مارچ کو مذاکرات کے حوالے سے کابل انتظامیہ کی پالیسیوں پر تنقید کرتے ہوئے کہا: اگرچہ طالبان اس اجلاس میں اہم فریق تھے، مگر انہوں نے شرکت کو مسترد کر کے اس اجلاس کے انعقاد کو ناکام کر دیا ہے۔ دوسری جانب حزب اسلامی، جسے اجلاس طلب کرنے والوں نے دعوت بھی نہیں دی تھی، اس نے 13 مارچ کو اپنے اعلامیہ میں اعلان کیا کہ اشرف غنی کی دعوت پر ہم ان مذاکرات میں شرکت کرنے کو تیار ہیں۔

کابل انتظامیہ اور خواتین کے حقوق:

کابل انتظامیہ کو امریکا، یورپ اور نام نہاد اقوام متحدہ کی پوری حمایت حاصل

ہے۔ خواتین کے حقوق کے ان ٹھیکیداروں کا خیال تھا کہ اپنی کٹھ پتلیوں کو اقتدار دلا کر افغان خواتین کو اپنی روایات سے برگشتہ کر دیں گے، مگر اب یہ بات کھل کر سامنے آنے لگی ہے کہ کابل انتظامیہ کے زیر قبضہ علاقوں میں ہر سال خواتین کے حقوق کی پامالی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ 8 مارچ کو یوم خواتین کی مناسبت سے اقوام متحدہ کے نشر ہونے والے اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال کی نسبت اس سال خواتین میں 'تشنج' کی بیماری میں 38 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ کابل انتظامیہ کے سربراہ نے بھی اسی روز ایک پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یونیورسٹیوں اور سرکاری دفاتر میں خواتین پر جنسی تشدد میں اس قدر اضافہ ہوا ہے کہ اب لوگ اسے معمول کے واقعات سمجھنے لگے ہیں۔ پہلے بھی اس قسم کی رپورٹیں شایع ہو چکی ہیں، جن میں کہا گیا کہ حکومتی اداروں کے سربراہان اپنی فیملی ملازمین کا جنسی استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ یونیورسٹیوں میں مرد اساتذہ اپنی طالبات سے جنسی خواہش کی تکمیل کے مطالبات بھی کرتے رہتے ہیں۔

جارحیت پسندوں کا پھر سے لوٹ آنا:

ایک جانب جارحیت پسند اپنی شکست کا اعتراف کر رہے ہیں اور میدان جنگ سے فرار ہونے کو ہیں۔ دوسری جانب مجاہدین کے شدید حملوں کے بعد جب مجاہدین نے بہت سے علاقے ان سے واپس چھین لیے ہیں، امریکا نے 3 مارچ کو اعلان کیا کہ وہ ایک ہزار تازہ دم فوج افغانستان بھیجے گا۔ جارحیت پسندوں کے سابق کمانڈر جنرل کیمبل نے بھی 15 مارچ کو ایک بیان میں کہا کہ ہم نے ایک بار پھر افغانستان میں نئے سرے سے بمباریوں اور کارروائیوں کا منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔ دوسری جانب نیٹو سربراہ نے 16 مارچ کو کہا کہ وہ طالبان کے خلاف کابل انتظامیہ سے تعاون کرنے کو تیار ہیں، مگر طالبان سے باقاعدہ جنگ میں کبھی بھی حصہ نہیں لیں گے۔ اس سے قبل 2 مارچ کو امریکی جنرل نکلسن کو افغانستان میں امریکی کمانڈر جنرل کے طور پر متعین کیا گیا۔ ایک جانب یہ لوگ جنگ میں 1 ہزار فوجیوں کی شرکت کی بات کر رہے ہیں تو دوسری جانب 14 مارچ کو آئرلینڈ نے اعلان کیا کہ وہ اپنا آخری دستہ بھی افغانستان سے نکال دے گا، جو اب تک نیٹو کی قیادت میں جنگ میں شریک رہا ہے۔

افغانستان کے معاملات میں قطبی درندے کی پھر شمولیت:

ایسے حالات میں جب کہ افغان عوام مغربی جارحیت پسندوں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں، قطبی درندے نے اپنی گزشتہ شکست سے سبق حاصل کرنے کے بجائے کابل انتظامیہ کو 1000 کلاشنکوفوں کا تعاون پیش کیا۔ یہ تعاون ایسے حالات میں ہو رہا ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے شمالی اتحاد کو روس کی جانب سے اسلحہ فراہم کیا جا رہا اور وہ پوری قوت سے ان کی پشت پر کھڑا ہے۔

کابل انتظامیہ میں اختلافات:

آہستہ آہستہ بڑھتے اختلافات بھی سرخ لائن عبور کرنے لگے ہیں، جو جان کیری کی قائم کردہ کابل انتظامیہ کے درمیان موجود تھے اور نیٹو سمیت سب اس کی پردہ پوشی کرتے رہے۔ اب ان کے درمیان اختلافات کی آوازیں بھی دور قریب تک پہنچ چکی ہیں۔ 17 مارچ کو شمال کے کمانڈر معلم عطا اور جنرل دوستم کی گلم جم ملیشیا کے درمیان جوزجان کے ضلع فیض آباد میں خونی جنگ کا جو واقعہ پیش آیا، اس میں ایک اہم کمانڈر سمیت 6 افراد ہلاک ہوگئے۔ اسی طرح 24 مارچ کو فاریاب میں پیش آنے والے ایک واقعے میں دونوں جنگجو گروہوں کے بہت سے مسلح شدت پرست ہلاک ہو گئے۔ اگرچہ یہ جنگ نئی نہیں ہے اور سرد جنگ کی طرح بڑے عرصے سے جاری ہے، مگر بیرونی آقاؤں نے ہمیشہ ان پر نظر رکھی اور انہیں دبائے رکھا۔ انہیں ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھانے سے روکے رکھا۔ اب جب کہ بیرونی آقا ان کے درمیان مداخلت سے احتراز برت رہا ہے تو ان کی باہمی چپقلش جنگ اور ہلاکتوں تک پہنچ گئی ہے۔

❀ ❀ ❀

خبریں

کابل، نیشنل اینٹلی جنس مرکز پر فدائین کا حملہ، اعلیٰ عہدیداروں سمیت 92 قتل، 100 سے زائد زخمی

عمری جہادی بابرکت آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے فدائین نے کابل شہر کے محفوظ ترین علاقے میں واقع نیشنل انٹیلی جنس ڈائریکٹریٹ آف سیکورٹی کے مرکز پر حملہ کیا۔

تفصیل کے مطابق منگل کے روز 2016-04-19 مقامی وقت کے مطابق صبح نو بجے کے لگ بھگ امارت اسلامیہ کے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے لیس تین فدائین نے کابل شہر کے محفوظ ترین علاقے میں صدارتی محل اور وزارت دفاع کے قریب بدنام زمانہ امنیت ملی ریاست دہ (خفیہ ادارے نیشنل ڈائریکٹوریٹ آف سیکورٹی) کے مرکز پر حملہ کیا۔

سب سے پہلے فدائی مجاہد شہید جمال الدین تقبلہ اللہ باشندہ صوبہ میدان نے بارود بھری مزدا ٹرک سے مین گیٹ کے قریب دھماکہ کروایا، جس سے آس پاس چوکیاں اور رکاوٹیں دور ہوئیں اور دو فدائین سید عبدالولی آغا اور ان کے ساتھی نے مرکز میں داخل ہو کر وہاں موجود مخبروں، عملہ اور باہر سے آنے والے تازہ دم کمانڈوز، پولیس اہلکاروں اور کٹھ پتلی فوجوں پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کردی اور یہ سلسلہ پانچ گھنٹے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں سید عبدالولی آغا باشندہ صوبہ قندہار جام شہادت نوش فرما گئے (تقبلہ اللہ) جبکہ ان کا ساتھی بحفاظت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

مؤثق ترین رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بدنام زمانہ ریاست دہ کے مرکز میں خفیہ ادارے کی نائب سربراہ فخری، نئے منتخب شدہ ڈائریکٹر کا بھتیجا عباس دانش سمیت 92 مخبر، محافظ، سیکورٹی اہلکار اور عملہ کے اراکین ہلاک جبکہ 100 سے زائد زخمی ہوئے، جن میں مختلف عہدیدار شامل ہیں۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ دو فدائین میں سید عبدالولی آغا شہید جبکہ ان کا ایک ساتھی اللہ تعالیٰ کی نصرت سے بحفاظت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا، انہوں نے کہا کہ جب آپریشن کا آغاز ہوا، تو صلیبی غلام گھبراہٹ میں مبتلا ہوئے اور آس پاس دوڑتے رہے، اس دوران میں نے ان پر ادھا دھند فائرنگ شروع کردی اور پانچ گھنٹے تک جاری رہنے والی کارروائی میں صرف میں نے 58 اہلکاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

واضح رہے کہ بزدل دشمن نے معمول کے مطابق دعوی کیا ہے کہ فدائی حملے سے سویلین کو نقصان پہنچا ہے، ہم دشمن کے اس دعوے کی پرزور الفاظ میں تردید کرتے ہیں، کیونکہ بدنام زمانہ مرکز کے قریب پرندہ پر تک نہیں مار سکتا چہ جائیکہ شہری وہاں چلے جائیں، کیونکہ وہاں کی سیکورٹی بہت سخت ہوتی ہے، البتہ دھماکہ شدید تھا، جس سے چند عمارتوں کی شیشے ٹوٹ گئے، جس کی وجہ سے چند افراد کو معمولی چوٹیں آئیں، جنہیں طبّی امداد کے بعد فارغ کر دیا گیا۔

اس عظیم معرکہ نے استعمار اور اس کے دشمن کو شدید دھچکہ اور پیغام دیا، آئندہ دشمن پر کسی قسم کا رحم نہیں کیا جائیگا، اس نوعیت کے تابڑتوڑ حملے

جاری رہیں گے، اہم تنصیبات اور اشخاص کو نشانہ بنایا جائیگا۔ اس حملے سے دشمن پر ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کی نصرت اور عوام کی قاطع حمایت سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین ان کے تمام اہم اور محفوظ ترین مراکز تک بارود بھری گاڑیوں کے ہمراہ آسانی سے پہنچ کر اپنے اہداف اور منصوبوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

دشمن منصوبہ سازی کے بجائے عبرت حاصل کرے اور حقائق کا ادراک کرکے افغانستان کے غیور و مجاہد عوام کے خلاف سرکشی سے دستبردار ہو جائے اور مزید قسمت آزمائی نہ کرے۔

ذبیح اللہ مجاہد ترجمان امارت اسلامیہ افغانستان

/12رجب المرجب1437ھ بمطابق

19/اپریل2016ء

❁ ❁ ❁ ❁

کنڑ، فوجی ہیلی کاپٹر حکمت عملی سے تباہ، 21 آفیسر قتل

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ کنڑ ضلع ناڑا میں کٹھ پتلی فوجوں کے ہیلی کاپٹر کو حکمت عملی سے تباہ کردیا۔

موصولہ رپورٹ کے مطابق پیر کے روز 2016-03-28 مقامی وقت کے مطابق سہ پہر تین بجے کے لگ بھگ مجاہدین نے انچگل کے علاقے میں فوجی مرکز میں لینڈنگ کرنے والے ہیلی کاپٹر کو حکمت عملی سے نشانہ بناکر مار تباہ کردیا۔

ذرائع کے مطابق تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر میں عملہ سمیت 21 کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوئیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

لشکرگاہ، پولیس اکیڈی میں شہیدی حملہ 45 ہلاک، 37 زخمی

عمری آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے پولیس اکیڈمی کو نشانہ بنایا۔

آمدہ رپورٹ کے مطابق سنیچر کے روز 2106-05-14 مقامی وقت کے مطابق صبح نو بجے کے لگ بھگ لشکرگاہ شہر کے قریب نادعلی اور مارجہ اضلاع چوک میں شش گروپ کے مقام پر واقع نام نہاد قومی لشکر کے جنگجوؤں اور پولیس اہلکاروں کے تعلیمی مرکز(اکیڈمی) کے اندر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید محمد جمیل منیر تقبلہ اللہ باشند صوبہ ہلمند نے شہیدی حملہ سرانجام دی۔

ذرائع کے مطابق فدائی مجاہد نے ایسے وقت میں بارود بھری ٹوڈی گاڑی کو مرکز کے اندر اڑادی، جب مقامی جنگجو اور پولیس اہلکار مرکز میں ٹریننگ میں مصروف تھے، جس کے نتیجے میں مرکز کا ایک حصہ منہدم ہونے کے علاوہ 45 اہلکار ہلاک جبکہ 37 زخمی ہونے کے علاوہ دس فوجی گاڑیاں بھی مکمل طور تباہ ہوئیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

جمادی الثانیہ میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	39	2	0	0	83	11	11	6	3	0
-2	ہلمند	62	0	0	0	126	99	21	5	3	0
-3	غزنی	25	0	0	0	49	32	13	1	3	0
-4	خوست	51	0	0	0	151	84	19	0	4	0
-5	نورستان	9	0	0	0	9	17	3	1	2	0
-6	میدان وردگ	1	0	0	0	1	2	1	0	0	0
-7	کونڑ	16	0	0	0	26	13	6	9	12	0
-8	پکتیکا	15	0	0	0	13	1	3	0	2	0
-9	زابل	8	0	0	0	5	6	0	0	1	0
-10	لوگر	17	0	0	0	7	6	3	0	1	0
-11	کاپیسا	80	0	0	0	147	34	30	2	3	0
-12	روزگان	33	0	0	0	55	45	9	0	1	0
-13	پکتیا	14	0	0	0	12	22	1	0	1	0
-14	فراہ	45	0	0	0	78	60	11	2	3	0
-15	کابل	11	0	0	0	16	18	7	1	0	0
-16	ننگرہار	62	0	0	0	80	41	21	0	0	0
-17	لغمان	27	0	0	0	63	27	5	0	0	0
-18	ہرات	4	0	0	0	0	3	0	0	0	0
-19	نیمروز	17	0	0	0	23	5	4	0	0	0
-20	بادغیس	17	0	0	0	42	20	2	2	1	0
-21	قندوز	6	0	4	2	17	14	6	1	2	0
-22	بغلان	21	0	0	2	18	14	3	0	0	0
-23	فاریاب	22	1	10	0	39	25	4	3	2	0
-24	غور	11	0	0	0	25	29	8	0	0	0
-25	پروان	2	0	0	0	1	0	0	0	0	0
-26	تخار	2	0	0	0	6	2	0	1	0	0
-27	سمنگان	2	0	0	0	6	2	3	0	1	0
-28	بدخشان	1	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-29	بامیان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-30	بلخ	13	0	0	0	50	34	9	1	2	0
-31	جوزجان	7	0	0	0	18	16	3	1	0	0
-32	دائی کنڈی	1	0	0	0	1	0	0	0	0	0
-33	سرپل	2	0	0	0	2	2	0	0	0	0
-34	پنج شیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		**643**	**3**	**14**	**4**	**1169**	**684**	**206**	**36**	**47**	**0**

ولاية
هلمند
إعداد أسود الإمارة الإسلامية (طالبان) للمعركة

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

5th Year May 2016

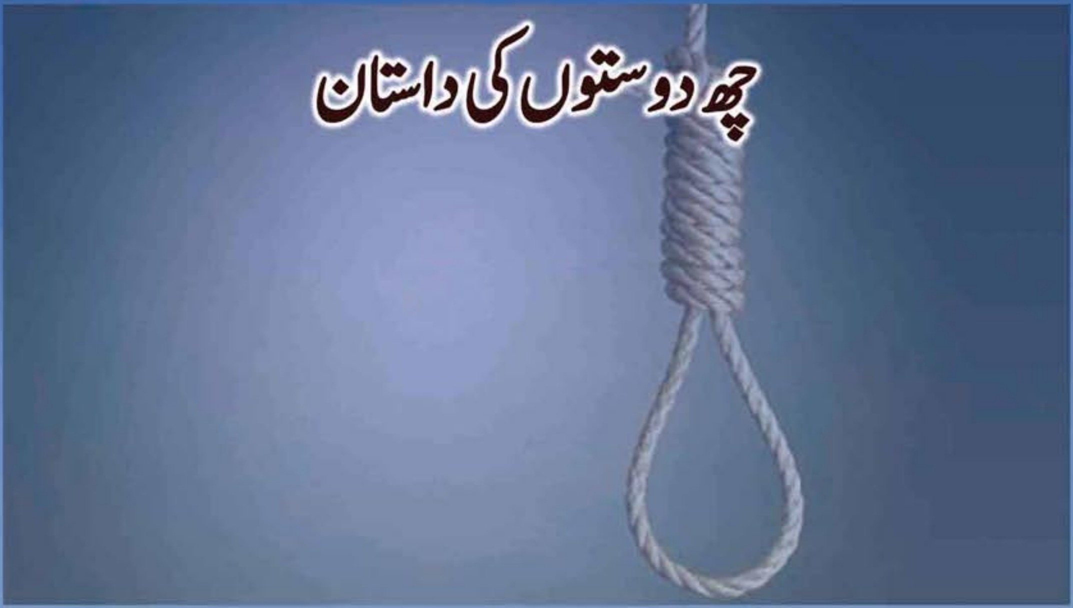

صدیوں کے آسیب زدہ دیوار و در آباد ہوئے
دار ورسن کی منزل پر کچھ بخت آور آباد ہوئے

دریا تیرے ساحل تو جاگیر ہیں تیری گاؤں کا کیا
گاؤں ادھر برباد ہوئے تو گاؤں ادھر آباد ہوئے

خواب سنانے والوں کا اب دیس میں رہنا جرم ہوا
سات سمندر پار کہیں جا شہر بدر آباد ہوئے